Iran Novin Magazine 19

ایران نوین

iran-e-novin

شمارہ ۱۹ – ۲۰۲۳

مزاحمت کا عالمی دن

شہید جنرل سلیمانی کا مکتب اور جدید عالمی نظام

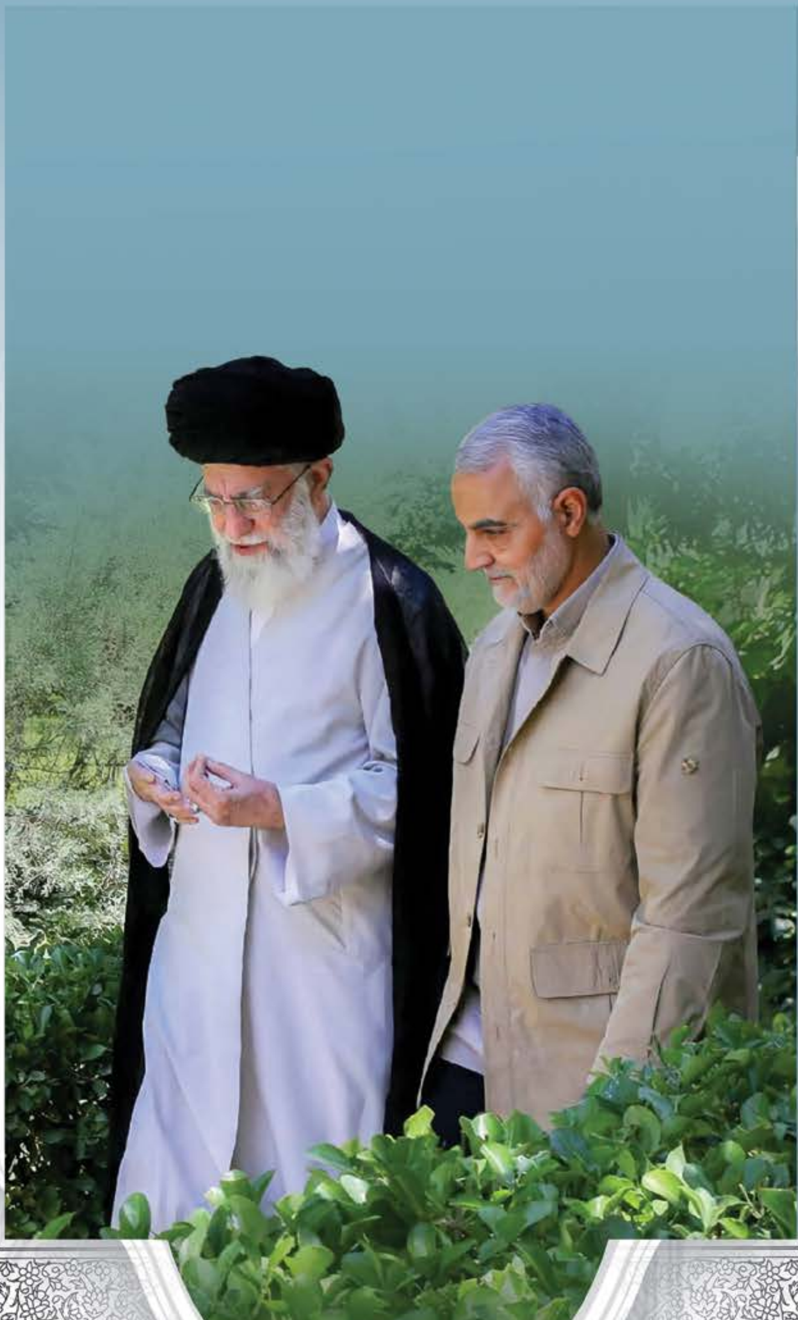

امام خامنہ ای دام ظلہ:

شہید سلیمانی کی جہاد ایک عظیم جہاد تھی، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی شہادت کوبھی عظیم قرار دیا، قاسم کو ایسے ہی شہادت کے درجے پر فائز ہونا تھا، جس کی وہ آرزو رکھتا تھا، وہ شہادت کی طلب میں اشک بہاتا تھا اور اپنے رفقاء کی جدائی میں غمگین.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یران نوین میگزین - شمـاره ۱۹ -۲۰۲۳

شہید جنرل قاسم سلیمانی کی برسی پرخصوصی شمارہ

مدیراعلیٰ: مہندس مہدی فیاضی

ایڈیٹر ان چیف : محمد رضا کمیلی

مدیرنشر و اشاعت: مریم حمزہ لو

پروڈکشن اسسٹنٹ و مترجم:

حجت الاسلام غلام مرتضیٰ جعفری

علمی نظارت: ڈاکٹر جواد حیدر ہاشمی

نظرثانی: ساجدہ جعفری

بتعاون: الہدیٰ انٹرنیشنل پبلیکیشنز

ڈیزائنگ: عفت بہار

ہیئت تحریریہ:

حجت الاسلام ڈاکٹر غلام مرتضی جعفری

ڈاکٹر شہناز کمیلی

ساجدہ جعفری

سید غلام رسول جیوانی

ڈاکٹر سید شفقت علی نقوی

پروفیسر مرتضی حسین سہاگ

سید سجاد حسین ابراہیمی

Advertising Office:

Magazine of ITF , Tehran Islamic Republic of Iran

Tel: +9821 88934302 +9821 88934303

Fax: +9821 88902725

Website: https://alhoda.ir http://www.itfjournals.com

Email: alhodapub@gmail.com

۲	اداریہ
۳	مزاحمت کا عالمی دن شہید جنرل سلیمانی کا مکتب اور جدید عالمی نظام
۴	عملی میدان میں فلسطینی مظلوم عـوام کی مدد
۸	قاسم سلیمانـی فلسطینی مقـاومت کا روح رواں
۱۴	شہیـــد سلیمـــانی کچھ یادیں کچھ باتیں!
۱۹	حاج قاسم کے خون سے شجرہ طیبہ کی آبیاری
۲۳	میں کسی چیزسے نہیں ڈرتاتھا
۲۶	شہیـــد جنرل قاسم سلیمانی کا وصیت نامہ
۳۲	صرف خدا کے لئے
۳۴	حاج قاسم سلیمانی کی جائے پیدائش؛ کرمان شہر کا تعارف
۳۶	شہیــدسلیمـانی کے مکتب کی خصوصیات

مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ؛ قرآن کریم سورہ مائدہ آیت ۷۵

« مسیح بن مریم تو صرف اللہ کے رسول ہیں ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں اور ان کی والدہ صدیقہ (راستباز خاتون) تھیں---»۔

تحریر: مهندس مهدی فیاضی[1]

کرسمس اور حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت کی مناسبت سے، اس نکتہ کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے کہ مغربی معاشرے میں الوہیت اور ہیومینیزم کے درمیان تقابل کو اس معاشرے کی بنیادی ترین انحراف قرار دیا جاسکتا ہے۔

مغربی عیسائی ممالک کے سیاست دانوں نے فطری، الہٰی اقدار اور حضرت مسیح کی اخلاقی تعلیمات کو ترک کرکے نہ صرف اپنے عوام؛ بلکہ پوری دنیا کو بہت زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔ نفسانی لذتوں، مادی مفادات، سرمایہ دارانہ اور سامراجی نظام کو اصلیت دے کربہت سے لوگوں کو سخت تکلیف میں مبتلا کردیا ہے، جس کے نتیجے میں دو عالمی اور درجنوں علاقائی جنگیں ہوئیں۔ انہوں نے قاتل صہیونی حکومت کے ۸۰ سالہ جرائم پرنہ صرف آنکھیں بند کی ہوئی ہیں؛ بلکہ ہرقسم کی مدد بھی کررہے ہیں۔ ذرائع ابلاغ اور مغربی طرز زندگی میں فساد اور فحشا کو ہوا دی جارہی ہے، مغربی سیاستدان خدا، قیامت اور الہی عذاب کی پرواہ نہیں کرتے ہیں؛ بلکہ تکبر کے ساتھ اپنے آپ کو انسانیت کے لیے نمونہ کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

اگرچہ مغربی حکمرانوں نے علمی میدان خاص کر صنعت میں زبردست ترقی کی ہے؛ لیکن فطرت کے میدان میں ان کی کوئی ترقی نہیں ہے؛ یہی وجہ ہے کہ مغربی دنیا انسانی اقدار سے کوسوں دور نظر آرہی ہے۔

جنرل قاسم سلیمانی کے قتل کی حمایت، دراصل مغرب کی الوہیت اور ہیومینیزم کے درمیان تحیر اور الجھن کی سب سے بڑی مثال ہے اور ان کی غیر اخلاقی طرز حکمرانی کے نتائج میں سے ایک یہ ہے کہ انسانی بیداری کے عالمی چیمپئن کو شہید کر دیا جاتا ہے؛ تاکہ لادین سامراجی مفادات کا تحفظ ہوسکے۔

نئے سال کے آغاز پر ہم امام خمینی کی وہ نصیحت یاد دلاتے ہیں کہ جس میں انہوں نے مغربی حکمرانوں سے کہا تھا کہ کم از کم حکمرانی میں حضرت عیسیٰ مسیح کی اخلاقی تعلیمات کو ملحوظ خاطر رکھیں۔

۱. بین الاقوامی امور کے ماہر

ثقافتی ادارے «سازمان فرہنگ و ارتباطات اسلامی» کے سربراہ: حجۃ الاسلام والمسلمین ڈاکٹر ایمانی پور

جنرل قاسم سلیمانی اور ابومہدی المہندس اپنے ۸ ساتھیوں سمیت بغداد ائرپورٹ کے قریب ۳ جنوری ۲۰۲۰ کو امریکی دہشت گردوں کے حملے میں جام شہادت نوش کرگئے- اس حملے کے کچھ دیر بعد امریکی وزارت دفاع نے ایک بیان جاری کرتے ہوئےاعلان کیا کہ جنرل قاسم سلیمانی کی گاڑی پر حملہ امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ کےحکم سےکیا گیا ہے- جمہوری اسلامی ایران کے کیلینڈر میں اس دن کو «روز جہانی مقاومت» نام دیا گیا ہے-

آزادی اور استقلال طلب لوگوں کے دلوں کی دھڑکن جنرل سلیمانی نے ایک نیاعالمی نظام متعارف کرا دیا ہے؛ جسے آج دنیا بھرمیں مکتب شہید سلیمانی کے نام سےجانا جاتا ہے-

شہید سلیمانی کےمکتب کےکارنامے:

۱- مقاومت اور مزاحمت کےعالمی محاذ کی تقویت؛

۲- استکبار اور استعمار کے تسلط پسندانہ منصوبوں کی شکست؛

۳- اسلامی ممالک خاص کر افغانستان، عراق اور شام کوٹکڑے کرنے کے سائکس پیکو کے سوسالہ منصوبے کی شکست؛

۴-استکباری حمایت یافتہ تکفیری دہشت گرد گروہ داعش کو نابود کرکے اسلام ہراسی اور تکفیری جعلی اسلام کا خاتمہ؛

۵- مزاحمت کےعالمی نیٹ ورک کا قیام اور باہمی ارتباط؛

۶- مختلف ممالک خاص کرعراق اور شام میں سرکاری سطح پرمزاحمتی گروہوں کی تشکیل؛

۷- دنیا کی نئی ابھرتی ہوئی طاقتوں کی حوصلہ افزائی اور نئے نظام کا تعارف؛

۸- اربعین میلین مارچ کے ذریعے حسینی تحریک کی عالمگیریت؛

۹- امریکی اور اسرائیلی حمایت یافتہ تکفیری دہشت گرد گروہ داعش کی بربریت کے خلاف ایزدی، عیسائی، سنی، شیعہ، علوی، عرب اور کردوں کے اتحاد کو مضبوط کرنا؛

۱۰- شہید سلیمانی نے سب سے پہلے مرحلے میں اپنی جان اور نفس کو اللہ کی بندگی کے لئے خالص کردیا اور سراللہ کے حضور جھکادیا اگلے مرحلے میں ولی فقیہ کی اطاعت کو فرض سمجھا اور تیسرے مرحلے میں پوری ایمانداری کے ساتھ سماجی اور انتظامی امور کو سنبھالا اور یوں پوری دنیا کے آزادی پسند جوانوں کے دلوں کے سرداربنے-

جنرل سلیمانی ایک لطیف اور الہی شخصیت کے مالک تھے، اللہ کے حضور راز ونیاز اور اہل بیت اطہارعلیم السلام سے عشق ان کا شیوہ تھا اور اس آیہ شریفہ «وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُۥٓ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ[۱]» پراعتقاد راسخ رکھتے تھے-

آج غزہ میں سردار سلیمانی کے مکتب کے مجاہدین اسرائیلی جعلی حکومت کی طرف سے ۳ ایٹم بموں کے برابر ظالمانہ بمباری کو برداشت کر رہے ہیں؛ تاکہ ایک آزاد فلسطینی ریاست کا قیام ہرآزادی پسند انسان کا مطالبہ بن جائے-

دنیاکے تمام آزادی پسند لوگوں سےگزارش ہے کہ وہ شہید جنرل سلیمانی کی زندگی کے مختلف پہلوؤں اور ان کےمکتب کی خصوصیات کا بغورمطالعہ کریں-

اللہ تعالی ان کی روح کو شاد اوران کے نورانی راستے کومزید منوربنائے-

---

۱- حج/۴۰.

عملی میدان میں فلسطینی مظلوم عـــــوام کی مدد

صیہونی حکومت اور تکفیری دہشت گردوں کے خلاف جنگ میں شہید سلیمانی کا کردار سب پر عیاں ہے۔ جنرل شہید سلیمانی ایک ممتاز شخصیت کے مالک تھے؛ جنہوں نے اپنی انقلابی زندگی کے دو عشروں سے زائد عرصے میں مزاحمتی محاذ کی طاقت کو بڑھانے اور ملت اسلامیہ کے نوجوانوں کی آزادی کےلیے اپنی تمام تر کوششیں وقف کر دیں اور پوری زندگی مظلوموں خاص کرمظلوم فلسطینی قوم اور اپنے حقوق کےلیے نہ صرف آواز بلند کرتے رہے؛ بلکہ اسی راہ میں اپنی جان تک قربان کرنے سے دریغ نہیں کیا۔

جنرل شہید قاسم سلیمانی ہمیشہ قدس کو اتحاد کی علامت سمجھتے تھے اور فلسطین کے مظلوم عوام کی حمایت پر زور دیا کرتے تھے۔

شہید قاسم سلیمانی فلسطین کے بارے میں دینی اورمذہبی نقطہ نظر رکھتے تھے اور یہ مسئلہ سال ۲۰۱۸ میں عزالدین قسام بٹالینز کے کمانڈر انچیف ابو خالد کے خط کے جواب میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ اس خط میں انہوں نے فلسطین کو دین مبین اسلام اور انقلاب اسلامی ایران کے دفاع کا ایک حقیقی مصداق قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ جو بھی شخص مظلوم فلسطینیوں کی پکار کو سنے اور ان کی مدد نہ کرے وہ مسلمان نہیں ہے۔

شہادت سے چند ماہ قبل فلسطین اور مقاومت کے بارے میں جنرل سلیمانی کے الفاظ :

خدا کی رحمت اور فضل ہو فلسطین کی اس بہادر قوم پر، جو دشمنوں کے بے شمار وحشیانہ حملوں، ظالمانہ محاصروں اور بے شمار زخموں کی وجہ سے سینے میں ایک عمیق غم اور گہرا درد رکھتی ہے اور دنیا بھر کے کروڑوں مسلمانوں کے لئے نمونہ عمل بنی ہوئی ہے. درود و سلام ہو مجاہد ملت ہنیہ

اور ان کے باوفا ساتھیوں پر، غزہ کی سربلندی اور فتح کی امید لئے ہوئے حی علی الجهاد کا نعرہ بلند کررہے ہیں۔ آپ سب کو یقین دلائیں کہ اسلامی جمہوریہ ایران پر خواہ کتنا ہی دباؤ بڑھ جائے اور اس کا محاصرہ کتنا ہی سخت کیوں نہ ہوجائے، ایران، مسلمانوں کے قبلہ اول، رسول خدا (ص) کے معراج کے مقام اور عالم اسلام کے اس نگینےکو تنہا نہیں چھوڑے گا۔

شہید سلیمانی کا کہنا تھا کہ دنیا کی لالچ اور مال و منات کی خاطر ہم اپنے دینی فریضے یعنی فلسطین کی حمایت سے کبھی دستبردار نہیں ہوں گے۔ اسی تناظر میں تحریک اسلامی جہاد کے رہنما ناصر ابو شریف کا کہنا ہے کہ شہید سلیمانی فلسطین کے بارے میں اعتقادی اور مذہبی نظریہ رکھتے تھے، فلسطین کی آزادی کے لئے کوشش کرنا عبادت سمجھتے تھے؛ یہی وجہ ہے کہ فلسطین کے مظلوم عوام کی حمایت پر تاکید کرتے رہے۔

شام میں جنگی طاقت کا رخ کیسے تبدیل ہوا؟

شام،علاقائی اور غیرعلاقائی ممالک کی سازشوں سے مختلف بحرانوں کا شکار ہوا اور جب تکفیری دہشت گردوں کو اس ملک پرمسلط کرکے شام کے نقشےکو تبدیل کرنے کا ناپاک منصوبہ تیار کیا گیا تو اسلامی جمہوریہ ایران نے اس ملک کو ہرقسم کے بحران سے نجات دلانے کا فیصلہ کیا اور ابتدائی طورپر سفارتکاری کے ذریعے تمام مسائل کا حل تلاش کرنے کی بھرپورکوششیں کیں جوکہ نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوئیں، کیونکہ امریکا اور اسرائیل کسی بھی صورت ایران کی کوششوں سے راضی نہیں تھے۔ ان کا خیال تھا کہ شام میں سیاسی بحران میں مزید اضافے سے جولان کی پہاڑیوں کا مسئلہ حل ہوسکتا ہے، اسی طرح ایران بھی اپنے متحد عسکری گروہوں کو ہاتھ سے دے گا؛ لہذا وہ ایران کی صلح پسندانہ کوششوں کے خلاف منفی تبلیغات کرتے رہے اور ایران کو ناکام بنانے کی بھرپور کوشش کی؛ لیکن ایران کی شام میں موجودگی نے اسرائیل اور امریکی ناپاک شیطانی منصوبوں کو خاک میں ملادیا۔

تکفیری دہشت گردوں کا خاتمہ

دفاعی میدان میں ایک طرف شامی حکومت کو تکفیری دہشت گردوں کا سامنا تھا جو بتدریج اپنا اثرورسوخ بڑھا رہے تھے اور امریکا اور اس کے اتحادی، دہشت گردوں کو ہتھیار اور مالی امداد فراہم کر رہے تھے اور دوسری طرف بعض اسلامی ممالک بھی امریکا، اسرائیل اور تکفیری دہشت گردوں کی مدد کررہے تھے۔ اس بحران سے نمٹنے کے لیے شامی حکومت اور فوج کو سخت مشکلات کا سامنا تھا، ان سخت حالات میں سپاہ پاسداران انقلاب اسلامی کے کمانڈر، فوجی راہنمائی اور مشاورتی سرگرمیوں کے لئے شام پہنچے۔ اس ملک میں پاسداران انقلاب اسلامی کی موجودگی اور ایرانی افواج کے عسکری مشورے سے شامی فوج نے اپنے دفاعی نظام کو ایک بار پھر بحال کرنا شروع کر دیا اور عملی طور پر جنگی طاقت کا رخ تبدیل ہوگیا اور تکفیری دہشت گردوں کے حملوں میں خاطرخواہ کمی دیکھنے میں آئی اور ان کی پیش قدمی نہ صرف رک گئی؛ بلکہ بہت سے علاقوں سے امریکی اور اسرائیلی حمایت یافتہ تکفیری دہشت گرد پسپائی اختیار کرکے فرار ہونے لگے۔

مختلف اقوام اور مذاہب کے پیروکاروں سے رابطے

شہید قاسم سلیمانی شامی فوج کو یہ باور کرانے میں کامیاب ہوگئے کہ خانہ بدوشوں، قبائل اور یہاں تک کہ مختلف ادیان اورمذاہب کے پیروکاروں کے ساتھ رابطے، تکفیریت اور ملک دشمن عناصرکے خاتمے میں اہم کردار ادا کرسکتے ہیں۔ شامی فوج اور رضاکار فورسزنے شہید کی تجاویزپرعمل کرتے ہوئے، مختلف اقوام اور مذاہب کے پیروکاروں کو ملک دشمن عناصرکے خلاف متحدکیا اور اسلام دشمن عناصر جوشامی حکومت کے جلد خاتمے کا خواب دیکھ رہے تھے مکمل طورپرمایوس ہوگئے؛ لہذا بلاشبہ ملک شام کو تکفیری دہشت گردوں سے آزاد کرانے میں جنرل قاسم سلیمانی کا کردار کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔

شامی فوج کے شعبہ سیاسیات کے سربراہ بریگیڈیئر جنرل غالب جازیہ کا ایرانی ذرائع ابلاغ کے نمائندوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہنا ہے کہ جولائی ۲۰۰۶ کی جنگ میں مزاحمتی محور کی فتوحات میں شہید جنرل قاسم سلیمانی کا کردار نہایت اہم تھا اسی طرح سال ۲۰۱۲ میں تکفیری دہشت گردوں کے خلاف فیصلہ کن جنگ میں جوکردار شہید سلیمانی نے ادا کیا وہ نہ صرف ناقابل فراموش ہے؛ بلکہ میں یوں کہہ سکتا ہوں کہ شہید نے تکفیریت کے خلاف جنگ میں ایک قسم کی کرامت دکھلائی۔ ان کی مدد اور تعاون سے ہی دہشت گرد تنظیم داعش کو نیست و نابود کر دیا گیا اور شام کی بیشتر سرزمین بالخصوص حلب کا صوبہ آزاد کرانے میں کامیاب ہوگئے۔ قدس فورس، مدافعین حرم اور جنرل قاسم سلیمانی کی موجودگی نے شام کو اسرائیل کےلئے خطرناک بنادیا اور غاصب صہیونی دہشت گرد افواج کی نیندیں حرام ہونے لگیں۔

میدان عمل میں قدس کی حمایت

شہیدعزالدین قسام بٹالین اور سرایا کمانڈ (اسلامک جہاد بٹالین) کے کمانڈر اور حماس کے عہدیدار کئی بار اپنے بیانات میں برملا کہہ چکے ہیں کہ حاج قاسم نے صیہونی غاصب فوج کےخلاف فلسطینی مزاحمت کی مدد کرنے میں موثر کردار ادا کیا ہے؛ کیونکہ شہید قاسم سلیمانی کے لیے قدس اور فلسطین کا مسئلہ عقیدتی اور دینی ہونے کے ساتھ

ساتھ سیاسی اور اقتصادی طور پربھی نہایت اہم تھا؛ لہٰذا وہ اسرائیل کو ہرلحاظ سے خطے کے تمام ممالک کے لئے نہایت خطرناک سمجھتے تھے؛ یہی وجہ ہے کہ ان کی منصوبہ بندی اور کوششیں فلسطینی محورمقاومت اور عسکری حکمت عملی میں تبدیلی کا سبب بنیں اور مقاومت پہلے سے زیادہ طاقتوربن کر ابھری۔

غزہ کے متعدد دورے

لبنان میں حماس کے نمائندے احمدعبدالہادی کا کہنا ہے کہ دفاعی خطوط قائم کرنے کےلیے قدس فورس کے کمانڈر نے متعدد بار غزہ کی پٹی کا سفر کیا اور فلسطینی مجاہدین کی تربیت میں اہم کردار ادا کیا؛ یہی وجہ ہے کہ اسلامی مزاحمتی تحریک حماس کے سینئر رکن اسامہ حمدان،فلسطینی مجاہدین کو شہید سلیمانی سے ہروقت رابطے میں رہنے کی تلقین کرتے تھے۔

اور اسی تناظر میں اسلامی مزاحمتی تحریک کے سیاسی دفتر کے رکن اور لبنان میں حماس تحریک کے نمائندے احمد عبدالہادی نے بھی جنرل سلیمانی کے غزہ کے متواتر دوروں اور اسرائیل کے خلاف دفاعی منصوبے کے ڈیزائن کے بارے میں بات کی۔

شہید قدس

تہران میں شہید جنرل سلیمانی اور ان کے ساتھیوں کی نماز جنازہ میں شریک لاکھوں فرزندان توحید کے اجتماع سے خطاب کرتےہوئے حماس کے سیاسی دفتر کے سربراہ اسماعیل ہنیہ نے کہا: «شہید سلیمانی نے اپنی پوری زندگی فلسطین کی حمایت میں گذاری، اور میں اعلان کرتا ہوں کہ یہ عظیم سپہ سالار دراصل شہید قدس ہیں۔

اسٹریٹجک اقدام

اسرائیل کے خلاف فلسطینی عوام کی مزاحمت کا ایک اور مظہر۲۲ روزہ جنگ تھی، اس جنگ میں جنرل سلیمانی کا سب سے اہم اقدام فلسطینیوں کو ہتھیاروں کی فراہمی اور غزہ کے محاصرے کو شکست دینا ہے۔

اسی تناظر میں فلسطین کے اسلامی جہاد کے سیکرٹری جنرل زیاد النخالہ کا کہنا ہے: «غزہ کو آج جو طاقت اور سہولیات حاصل ہوئی ہیں وہ شہید سلیمانی کی عظیم کوششوں کا ہی نتیجہ ہیں»۔

جنرل سلیمانی کے اسٹریٹجک قدم کا آغاز غزہ کی پٹی میں میزائل اور ہتھیار بھیجنے سے ہوا۔ زیاد النخالہ کے مطابق جنرل سلیمانی نے غزہ کی پٹی میں جو ہتھیار اور میزائل پہنچادیے تھے، انہی ہتھیاروں اور میزائلوں نے تل ابیب پر بمباری کا راستہ کھول دیا۔

اسلامی جہاد کے سکریٹری جنرل کا المیادین کو انٹرویو دیتے ہوئے کہنا تھا کہ: جنرل سلیمانی ذاتی طور پر سوڈان گئے اور ایک مفاہمت کی یادداشت کی نگرانی کی جس کی بنیاد پر ہی سوڈان غزہ کو ہتھیاروں کی منتقلی کا مرکز بن گیا۔

زیرزمین سرنگیں

۲۲ روزہ جنگ میں شہید سلیمانی کا ایک اور اقدام زیرزمیں سرنگیں بنانا تھا۔ لبنان میں اسلامی مزاحمتی تحریک کے سیاسی دفتر کے رکن احمد عبدالہادی نے «التجاہ» نیٹ ورک کے ساتھ ایک انٹرویو میں کہا: «غزہ میں زیر زمین سرنگیں بنانے کا مشورہ جنرل قاسم سلیمانی اورعماد مغنیہ نے دیا، جو کہ اس وقت ۳۶۰ کلومیٹر سے زیادہ سرنگیں ہیں۔ صیہونی غاصب فوج بھی اس بات کو صحیح طرح سمجھ سکتی ہے کہ یہ کام غاصبوں کے لئے کتنا خطرناک ثابت ہوسکتا ہے[1]۔

۱. سردارسلیمانی چگونه فلسطینی‌ها را مسلح کرد؟ فارس نیوز.

طوفان الأقصى
ALAQSA STORM
إِنَّا مِنَ ٱلْمُجْرِمِينَ مُنتَقِمُونَ

قاسم سلیمانی فلسطینی مقاومت کا روح رواں

"طوفان الاقصی" ایک ایسا آپریشن ہے جس نے مقبوضہ بیت المقدس میں غاصب حکومت کی زندگی کے خاتمے کی الٹی گنتی تیز کر دی ہے۔

یہ آپریشن جو کہ بروز ہفتے۷ اکتوبر کو اسرائیل کے حالیہ جرائم کے جواب میں شروع کیا گیا تھا، جس سے صہیونی جعلی حکومت کو زبردست دھچکا پہنچا اور مزاحمتی محاذ کو شاندار فتوحات نصیب ہوئیں۔ اس عظیم آپریشن کی گرما گرمی میں ہم ایک ایسے شخص کا تذکرہ کرنا چاہتے ہیں کہ جس نےصیہونی حکومت کے خلاف مزاحمتی محاذ کو مضبوط کیا، جہاد فی سبیل اللہ کا طریقہ سکھایا؛ یعنی سپاہ پاسداران انقلاب اسلامی قدس فورس کے کمانڈر شہید حاج قاسم سلیمانی جس کا تذکرہ کئے بغیر فلسطین اور مقاوت کا تذکرہ کامل نہیں ہوتا ہے۔

مقاومت اور مزاحمت

جنرل قاسم سلیمانی ہمیشہ فلسطینی مجاہدین کا زبردست حامی و ناصر رہے، انہوں نے مزاحمتی محاذ کی پچھلی کامیابیوں، بشمول ۳۳ روزہ اور ۲۲ روزہ جنگوں میں موثر کردار ادا کیا جس کی وجہ سے صہیونی غاصب فوج اپنے ناپاک منصوبوں میں ناکام رہی۔ جیسا کہ حاج قاسم سلیمانی نے اپنی شہادت سے چند سال قبل قسام بٹالین کے کمانڈر «محمد الضیف» کے نام ایک خط میں اس آپریشن اور اس کی کامیابیوں کی پیشین گوئی کی تھی۔ خیال رہے کہ ۲۰۱۴ میں صہیونی فوج نے طوفان قدس آپریشن کے کمانڈر کے گھر پر حملہ کرکے ان کے بیٹے اور بیوی کو شہید کر دیا تھا جس کے بعد جنرل قاسم سلیمانی نے ان کے نام ایک خط میں لکھا تھا کہ:«سب کو یقین ہونا چاہیے کہ ایران، فلسطین کو تنہا نہیں چھوڑے گا چاہے کتنا ہی دباؤ بڑھ جائے اور کتنی ہی پابندیاں لگ جائیں۔ فلسطین کا دفاع ہمارے لیے اعزاز کی بات ہے اور ہم مال اور دنیاداری کی خاطراس فرض کو نظرانداز نہیں کریں گے۔ فلسطین کے دوست ہمارے دوست ہیں اور فلسطین کے دشمن ہمارے دشمن ہیں اور یہی ہماری پالیسی رہی ہے اور رہے گی۔ فلسطین کا دفاع، اسلام کا دفاع ہے اور جو بھی فلسطینیوں کی پکارکو سنے اور توجہ نہ دے تو وہ مسلمان نہیں ہے۔» اس خط کے آخر میں جنرل قاسم سلیمانی نے قسام بٹالین کے کمانڈر کو مخاطب کرتے ہوئے لکھاتھا: «اللہ تعالی کی مدد سے فتح کا سورج بہت جلد طلوع ہوگا، اب غاصب صیہونیوں کی موت کی گھنٹی بج چکی ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اللہ تعالی ہمیں آپ کے شانہ بشانہ مشترکہ دشمن کے خلاف لڑنے کا موقع فراہم کرے گا اور ہمیں فلسطین کے راہ میں شہادت نصیب فرمائے گا»۔

سال ۲۰۱۹ میں، لبنان اور شام پر صیہونی فضائی حملے کے بعد، جنرل قاسم سلیمانی سے منسوب ایک ٹوئٹراکاؤنٹ نے ان کا درج ذیل بیان شائع کیا تھا: «یقینی طور پر یہ پاگلانہ کارروائیاں صیہونی حکومت کی آخری کوششیں ہوں گی۔»

عماد مغنیہ کی ی شہادت کی دسویں برسی

فروری ۲۰۱۶ کو عماد مغنیہ کی شہادت کی دسویں برسی کی تقریب میں قدس فورس کے اعلی افسران اور مزاحمتی محاذ کے دیگر رہنماؤں کے ایک اعظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا: «ایک اہم نکتہ جو دشمن جانتا ہے اور اسے سنجیدگی سے جاننا چاہیے کہ عماد کے خون کا بدلہ میزائل فائر کرنا نہیں ہے۔ عماد کے خون کا بدلہ کسی ایک شخص کا قتل نہیں ہے۔ فلسطین اور لبنان میں شہید ہونے والا ہرعماد اور انہیں صہیونی حکومت کی سازش سے ایران اور دیگر مقامات پر شہید ہونے والے ہرشہید کے خون کا بدلہ، ان ظالموں کا خاتمہ ہے۔ دشمن جانتا ہےکہ جتنی بھی شہادتیں ہوتی ہیں ان کا جگہ لینے کےلئے اس مکتب میں درجنوں بچے پیدا ہوتے ہیں اور ان شہدا کے خون کا انتقام کے لئے آمادہ ہوتے ہیں۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے؛ لہٰذا یہ خدائی وعدہ ضرور پورا ہو گا اور

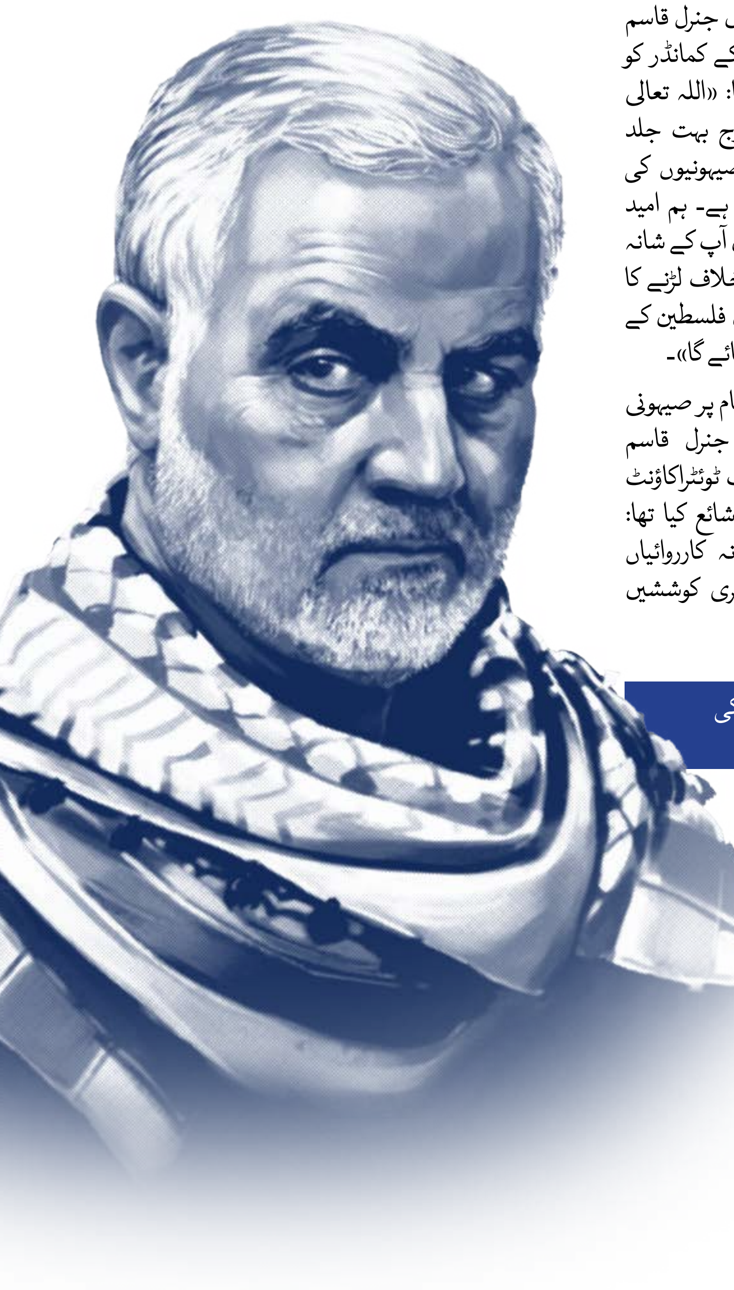

الشهيد
محمد
الدورة
كلنا معك
طوفان الأقصى
ALAQSA
STORM

ہمیں اس وعدے پر یقین ہے۔ ہم اللہ تعالی کے وعدے کو سچا سمجھتے ہیں اور یہ سچائی ہم مختلف میدانوں میں کئی بار دیکھ چکے ہیں اور ہم بہت جلد ان شہداء کے خون کا بدلہ بھی دیکھیں گے۔

صہیونی حکومت کا خاتمہ!

ہم رات کو کبھی نہیں سوتے جب تک کہ ہم اپنے دشمنوں کے بارے میں نہ سوچیں اور وہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہوتے ہیں۔ ہم ان سے غافل نہیں!۔ یہ صہیونی حکومت نہیں رہے گی اس کا خاتمہ ہوگا۔ ان کرائے کے قاتلوں کے اقدامات سے ظاہر ہے کہ ان کی حکومت مستحکم نہیں ہے اور اس حکومت میں استحکام کے کوئی عوامل اور آثار نظر نہیں آتے۔ صیہونی حکومت کے اقدامات عدم استحکام اور ناپائیداری کو ظاہر کرتے ہیں اور ہم نہ صرف اس کو محسوس کرتےہیں؛ بلکہ دیکھ بھی رہے ہیں۔ جنونی کارروائیاں ان کی آخری کوششوں کے اثرات ہیں۔ فلسطین، لبنان، عراق اور دیگر مقامات کے گرانقدر شہداء خاص کر عماد مغنیہ کا یہ مشن جاری رہے گا اور آج آپ دیکھ سکتے ہیں کہ مزاحمتی محاذ محدودیت سے نکل کر پورے خطےمیں پھیل چکا ہے اور روز بروز بڑھتا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری اور عالم اسلام کے تمام مجاہدین کی آرزو پوری اور ہم سب کو اپنے عظیم مقصد میں کامیابی عنایت فرمائے۔ آج امت اسلامیہ کی کامیابی کےلیے ہم میں سے ہر ایک کی ضرورت ہے؛ لہذا حوصلہ بلند کریں اورکوششیں جاری رکھیں۔ آئیے اسلام کے دفاع کےلیے اپنی کوششیں تیز کریں، آج ہم فتح کے بالکل قریب ہیں»۔

ایران کی حکمت عملی

جنرل قاسم سلیمانی نے جنوری۲۰۱۷ کو فلسطین کے متعلق ایران کی حکمت عملی کے بارے میں کہا: «ہم دنیا کی خاطر فلسطین کی مدد نہیں کرتے ہیں، فلسطینی عوام کی حمایت کرنا ہم اپنا دینی اور ایمانی فرض سمجھتے ہیں، صہیونی غاصب حکومت کا مقابلہ کرنا اسلامی انقلاب کی تکمیل کا حصہ ہے»۔

اہل بیت سے عشق

جنرل سلیمانی ظلم اور تکفیریت کے خلاف جنگ میں ہرقسم کی کامیابی کو ائمہ اطہارؑ کی طرف سے ایک عنایت اور عطیہ سمجھتے تھے،جہاں کہیں بھی کوئی کامیابی ملتی توعاجزانہ طور پریہی کہتے تھےکہ یہ کامیابی حضرت زہراؑ کی دعاوں اور اللہ تعالی کے فضل و کرم کا نتیجہ ہے۔

دوستوں اور دشمنوں کی نظرمیں

اندرون اور بیرون ملک، دوست اور دشمن سبھی نے اس بات کااعتراف کیا ہے کہ فلسطینی مزاحمتی طاقت کی ایک بڑی وجہ شہید قاسم سلیمانی کے عظیم کارنامے ہی ہیں۔

شہید سلیمانی کی برسی پررہبرکا خطاب

جنرل سلیمانی کی شہادت کے بعد رہبرمعظم انقلاب اسلامی نے فرمایا: « اس مرد مجاہد نے فلسطینیوں کے ہاتھوں کو اتنا مضبوط کیا کہ غزہ جیسا چھوٹا علاقہ صہیونی حکومت کے سامنے کھڑا ہے اور غاصب فوج پرایسے طماچے مارتا ہے کہ ان غاصبوں کی طرف سے ۴۸ گھنٹوں کے اندرجنگ بندی کی درخواست کی جاتی ہے۔ یہ بات ہمارے فلسطینی بھائیوں نے بارہا مجھ سے کہی ہے، البتہ مجھے معلوم ہے؛ لیکن فلسطینی رہنما ہمارے پاس آئے اور کئی بار گواہی دی کہ جنرل قاسم سلیمانی نے اسلامی مقاومت کو مضبوط بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے جس کی وجہ سے آج اسرائیل سخت پریشان ہے»۔

حضرت آیت اللہ خامنہ ای نے جنرل سلیمانی کےاہل خانہ اور رشتہ داروں سے ملاقات میں فرمایا: شہید قاسم سلیمانی شجاع تھے، مومن تھے، بڑی ذمہ داری قبول کرنے والے تھے، ذہین تھے،عقل مند تھے، جب بھی انھیں یہ محسوس ہوتا تھاکہ کوئی کام ہونا چاہیے یا ہو سکتا ہے تو وہ قدم آگے بڑھاتے تھے۔ ان کے کام میں رکنا، شش و پنج اور شک وغیرہ نہیں ہوتا تھا[1]۔ شہید نے مزاحمتی محاذ کی بنیادیں مضبوط کی اور نئی روح پھونکی۔ جنرل سلیمانی نے مزاحمتی تحریک کے جوانوں کو نہ صرف مادی طورپر؛ بلکہ روحانی اور معنوی طور پر بھی اتنا طاقتور بنایا کہ صہیونی حکومت اور امریکا سمیت استکبری ممالک کے اثر و رسوخ کےمقابلے کےلئے تیار ہوگئے۔ انہوں نے اس محاذ کو روحانی لحاظ سے بھی لیس کیا اور مادی لحاظ سے بھی لیس کیا۔ شہید سلیمانی کے بارے میں ہمارے عزیز و عظیم سید جناب سید حسن نصر اللہ صاحب کی گواہی، جو واقعی ایک بے نظیر انسان ہیں، وہ گواہی دیتے ہیں کہ شہید سلیمانی نے مزاحمت کو دوبارہ زندہ کیا۔ ہم خود بھی قریب سے دیکھتے تھے کہ اس سلسلے میں ان کی کوشش، بڑی نمایاں اور اہم کوشش تھی۔ شہید سلیمانی کا بنیادی کام، درحقیقت یہ تھا، یعنی مزاحمت کی حفاظت، مزاحمت کو فروغ دینا، مزاحمت کو لیس کرنا اور مادی و روحانی لحاظ سے مزاحمت کا احیاء۔ وہ ان لوگوں کو جوش و جذبہ عطا کرتے تھے، روحانیت عطا کرتے تھے، راستہ اور سمت دکھاتے تھے، کبھی ان کا ہاتھ پکڑتے اور انھیں اس سمت میں لے جاتے تھے جہاں انھیں روحانی اور معنوی لحاظ سے جانا چاہیے، مادی لحاظ سے بھی انہوں نے ان کے ہاتھ مضبوط کیے[2]۔

1- https//:urdu.khamenei.ir/news۵۷۶۴/

۲ ـ سابقہ حوالہ

حزب اللہ کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل کا خطاب

تہران میں حزب اللہ کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل شیخ نعیم قاسم نےمکتب شہید سلیمانی کے پہلے بین الاقوامی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا: «عراق میں، جنرل سلیمانی اور ابومہدی المہندس کی شہادت نے عراقی قوم کے درمیان اختلافات کا خاتمہ کیا اور مزاحمتی محور کےلیے مزید حمایت کی راہ ہموار کی- شہید سلیمانی پیغمبراکرم (ص) اور دین مبین اسلام کے عاشق تھے اور انہوں نے ثابت کیا کہ وہ واحد شخص ہیں جو صیہونی حکومت کے خلاف عالم اسلام کو متحد کرسکتا ہے- جہاد فی سبیل اللہ کی کوئی سرحد نہیں ہوتی ہے؛ لہذا شہید سلیمانی دنیا بھرکےمظلوموں کےلئے آواز اٹھاتے تھے- شہید سلیمانی نہ صرف ایک فوجی ماہر افسرتھے؛ بلکہ وہ سیاسی اور اقتصادی طور پربھی مہارت رکھتے تھے- اس کےعلاوہ عالم اسلام کے چھوٹے چھوٹےمسائل کوبھی نظر انداز نہیں کرتے تھے؛ عالم اسلام کے ہرمسئلے میں دلچسپی رکھتے تھے- اسلامی احکام کے سخت پابند تھے- اس سے معلوم ہوتا ہےکہ جہاد صرف ہتھیار اٹھانے کا نام نہیں ہے؛ بلکہ جہاد کےلئے اخلاق اور ایمان کا ہونا ضروری ہے--- - جنرل سلیمانی نے تمام مزاحمتی گروہوں کے درمیان تمام تر اختلافات کے باوجود ان میں اتحاد پیدا کرنے اور مشترکہ مقصد کے حصول کےلیے سب کو اکٹھا کرنے کی ہرممکن کوشش کی- شہید جنرل سلیمانی ایک دور اندیش رہنما تھے، عالم اسلام کا درد رکھتے تھے، ان کے منصوبے نہایت کارساز ہوتے تھے، وہ آیندہ نگر تھے[3]».

۲۲ روزہ جنگ کے دوران غزہ کا سفر

غزہ کے خلاف صیہونی حکومت کی **۲۲** روزہ جنگ کے دوران فلسطینی مزاحمت کی حمایت میں شہید سلیمانی کے کردار کا حوالہ دیتے ہوئے اسلامی مزاحمتی تحریک حماس کے سینئر رکن اسامہ حمدان کا کہنا ہے: «شہید سلیمانی اس جنگ کے دوران لمحہ بہ لمحہ فلسطینی مزاحمت کے ساتھ تھے-» اسلامی مزاحمتی تحریک کے سیاسی دفتر کے رکن اور لبنان میں حماس کے نمائندے احمد عبدالہادی کا کہنا ہے کہ: «جنرل سلیمانی نے کئی بار غزہ کا سفر کیا، دفاعی منصوبے اور جنگ کے طریقہ کار پراسلامی مزاحتمی تحریک کے جوانوں کی راہنمائی کی، یہ ایک راز نہیں ہے؛ کیونکہ دشمن جانتا ہے اسےبھی معلوم ہے؛ لیکن جس چیز کو دشمن نہیں جانتا ہے وہ اس سے کہیں زیادہ

3. https//:urdu.khamenei.ir/

ہے جسے وہ جانتا ہے؛ یعنی بہت ساری ایسی چیزیں ہیں جس کا دشمن کو گمان تک نہیں ہے»۔

اسرائیل کی ناکہ بندی

لبنان میں حزب اللہ کی سیاسی کونسل کے رکن محمود القماطی نے جنرل قاسم سلیمانی کو اسرائیل کے خلاف ناکہ بندی کا منصوبہ ساز قرار دیتے ہوئے کہا: «جنرل قاسم سلیمانی کا مزاحمتی گروہوں کی تشکیل اور ان کی ترقی اور توسیع میں نہایت ماہرانہ اور اختراعی کردار تھا۔ اگرچہ پاسداران انقلاب میں مزاحمت کی حمایت کرنے والے تمام افسران اور اہلکار اپنے کام میں منفرد تھے اور ہیں؛ لیکن شہید حاج قاسم سلیمانی اپنے ماہرانہ اور اختراعی منصوبوں کی وجہ سے ایک الگ مقام رکھتے تھے۔ انہوں نے مزاحمت کو مہارتوں اور صلاحیتوں سے سرشار کردیا اور مزاحمت کو نہ صرف دفاعی پہلو میں؛ بلکہ سٹریٹجک پہلو میں بھی ترقی دی؛ کیونکہ وہ ایک سٹریٹجک ذہنیت کے مالک تھے وہ لبنان سمیت پورے خطے کے بارے میں فکرمند تھے۔ اب اگر مزاحمتی تحریک اسرائیل کے ساتھ نبرد آزما ہے اور اسرائیل پر میزائلوں اور جدید ترین ڈرون طیاروں سے حملے کررہی ہے تو یہ سب کچھ شہید سلیمانی کی ہی مرہون منت ہے»۔

اسرائیل کا غرور خاک میں ملادیا

جنرل قاسم سلیمانی کے ہم وطن اور قریبی دوست حسن پلارک کا کہنا ہے کہ اگر شہید قاسم سلیمانی نہ ہوتے تو مزاحمت کا اتنا مضبوط محور نہ ہوتا۔ شہید نے اسرائیل کا غرور خاک میں ملادیا ہے۔ پہلے غاصب اسرائیل خطے کے ممالک پر حملہ کرنے کی جرئت کرتا تھا؛ یہاں تک کہ ایران پر حملہ کرنے کے خواب دیکھتا تھا؛ لیکن جنرل سلیمانی نے قدس فورس کے ذریعے جو بنیادی ڈھانچہ تیارکیا اسی نے ہی صیہونی کارروائیوں کو روکا۔

اسرائیل کے خطرناک منصوبوں سے آگاہ کرنا

شہید جنرل قاسم سلیمانی نے بہت سارے ممالک کو اسرائیل کے خطرات اور ناپاک منصوبوں سے آگاہ کرتے ہوئے غاصب صہیونی حکومت کے ساتھ تعلقات قائم کرنے سے روکا۔ اس حوالے سے پلارک کا مزید کہنا ہے: اب غاصب اسرائیل ایک لمحہ بھی سکون اور چین کی زندگی بسر نہیں کرسکتا ہے؛ کیونکہ خطے کے ہرملک میں ان کے خلاف مسلسل تحریکیں چل رہی ہیں۔ ان پر آئے روز حملے ہوتے ہیں اور ان کے ساتھ جنگ کا دائرہ مغربی کنارے تک پہنچ چکا ہے۔ پوری تاریخ میں، القدس کی قابض حکومت کبھی اتنی ناامید نہیں تھی۔ اب فوجی اثر و رسوخ سے مایوس ہو کر انہوں نے ثقافتی اور ذرائع ابلاغ کا استعمال شروع کردیا ہے اس میں بھی ناکام ہو رہے ہیں۔ آج ایران پہلے سے کہیں زیادہ مضبوط اور طاقتور ہے یہ سب کچھ شہداء کا خون اورجنرل سلیمانی کے مرہون منت ہے۔

وزیرخارجہ حسین امیرعبداللھیان کا تبصرہ

اسلامی جمہوریہ ایران کے وزیرخارجہ حسین امیرعبداللھیان، شہید جنرل سلیمانی کی خدمات پر گفتگو کرتے ہوئے کہتے ہیں:«جنرل سلیمانی اور مزاحمتی فورس کے اہلکارمقبوضہ علاقوں کے اندر صیہونی حکومت کے اعلیٰ حکام کے بیڈ روم تک رسائی حاصل کرچکے تھے۔ یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے جو جنرل سلیمانی کی شہادت کے بعد رک گیا ہو؛ یعنی اب ان کے جانشین اور مزاحمتی تحریک کے افراد، نہایت سنجیدگی کے ساتھ شہید سلیمانی کے نقش قدم پرچل رہے ہیں؛ یہی وجہ ہے کہ اب اسرائیلی غاصب حکومت، اندر سے اتنی کمزور ہوچکی ہے کہ جس کا کوئی انکار نہیں کرسکتا ہے، یہ کوئی سیاسی بیان نہیں ہے؛ بلکہ ایک حقیقت ہے کہ ان کے دن اب ختم ہونے والے ہیں جس کی تفصیلات بعد میں بیان کی جاسکتی ہیں[۴]۔

۴۔ جنرل سلیمانی اور فلسطین۔ رسا نیوز۔ شہید جنرل قاسم سلیمانی عالمی ہیرو ہیں، وزیرخارجہ امیرعبداللھیان۔ اردو سحر ٹی وی

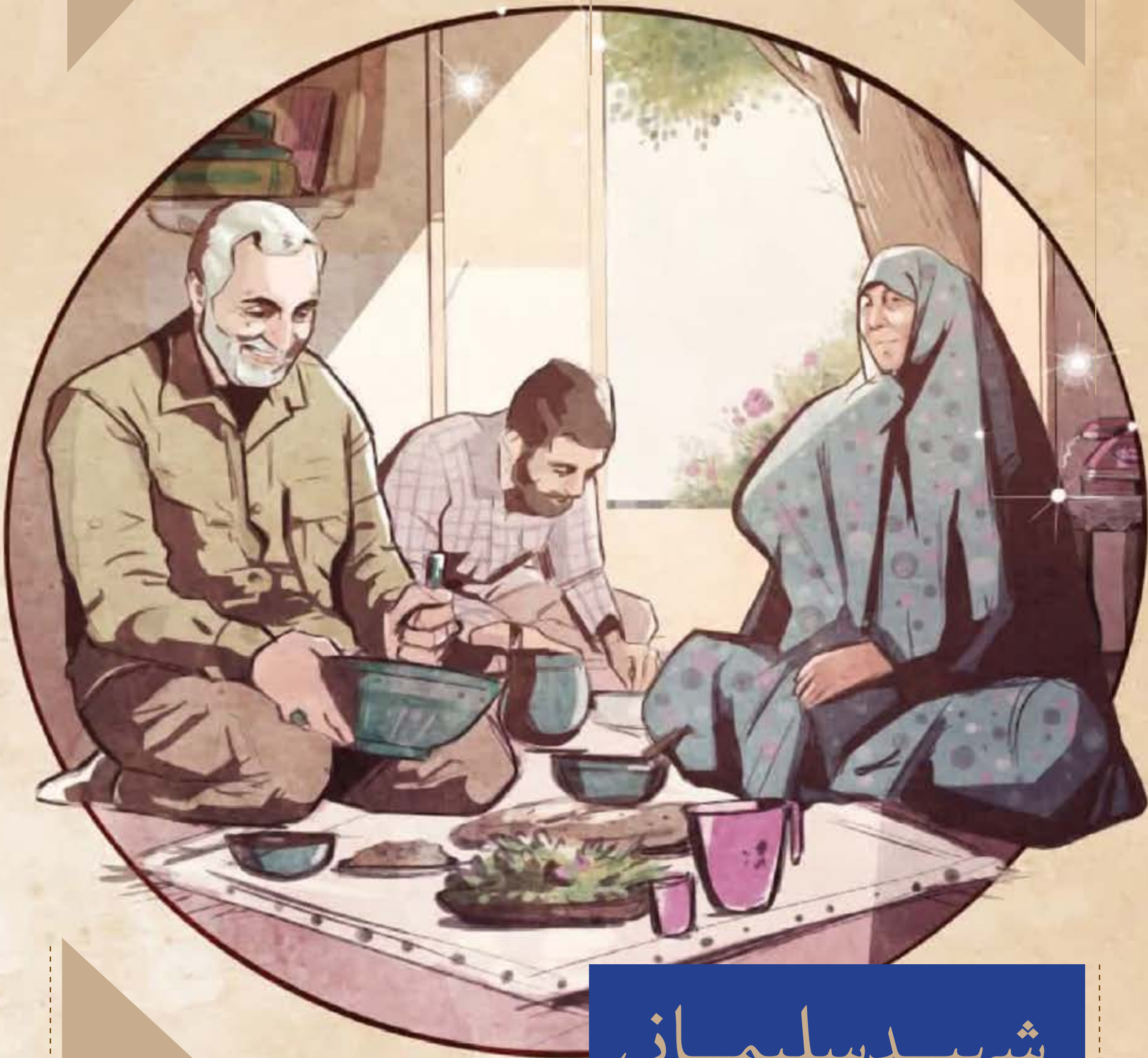

شہید سلیمانی
کچھ یادیں
کچھ باتیں!

شہید سلیمانی کی زندگی مختلف تلخ و شیریں خاطرات اور یادوں سے بھری پڑی ہے، ان سے متعلق کچھ اہم یادوں کی دوسری قسط قارئین کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے۔

ابراہیم شہریاری، سپاہ پاسداران کی حضرت علی اکبربٹالین کےکمانڈر، شہید جنرل قاسم سلیمانی کے قریبی دوست اور ساتھی ہیں اور۱۹۸۲ سے کرمان شہرمیں مقیم ہیں۔ شہریاری شہید جنرل قاسم سلیمانی کے ساتھ مختلف دفاعی علاقوں میں خدمات انجام دیتے رہے ہیں۔

شہریاری کہتے ہیں کہ شہید جنرل سلیمانی کے متعلق یادیں بےشمار ہیں؛ ان یادوں کی کچھ جھلکیاں پیش کی جارہی ہیں۔

حاج قاسم وہی قاسم سلیمانی تھے

شہریاری کا کہنا ہے کہ میں جو کہہ رہا ہوں بالکل وہی ہے جو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے؛ اگرچہ حاج قاسم بہت پرہیزگارشخصیت کے مالک تھے؛ لیکن وہ اپنےماضی کو کبھی نہیں بھولے۔ بچپن اور نوجوانی کی قبائلی اورسادہ زندگی کو کبھی نہیں بھولے، اپنے ہمسایوں اور احسان مندوں کو نہیں بھولے،

ہمیشہ ان کو یاد کرتے تھے- جب قاسم سلیمانی نے دنیا بھرمیں شہرت کمالی اور دشمن ان کی شجاعانہ اور مردانہ ہیبت سے بہت خوفزدہ تھا اور بہت سارے سلیمانی کا نام سن کرگھبرا جاتے تھے؛ لیکن حاج قاسم جب بھی اپنے آبائی شہر اور گاوں آتے تھے تو وہی پرانے قاسم ہی ہوتے تھے، وہی سادگی، وہی مسکراہٹ، وہی صلہ رحمی، وہی بھائی چارگی- اللہ تعالی نے انہیں بہت بڑا اعلی مقام عطا فرمایا تھا، ایران سمیت پوری دنیا میں ان کی شہرت تھی، تمغے اور فوجی اعزاز تھے؛ لیکن انہوں نے کبھی کسی کو فراموش نہیں کیا اور صلہ رحمی کو کبھی نہیں چھوڑا- عام لوگوں اور رشتہ داروں کے ساتھ تعلقات قائم و دائم رہے- کسی کو احساس تک نہیں ہوتا تھا کہ ان کے محلے میں کوئی عالمی شہرت یافتہ بڑا جنرل آگیا ہے- جب بھی کرمان آتے تھے مختصروقت کے لئے آرام کیا کرتے تھے، اس کے بعد علاقے کے نادار، فقیراور غریب خاندانوں سے ملنے جاتے تھے اورخاص کرمریضوں کی عیادت کرنا ان کا شیوہ تھا-

عوام سے الگ نہ کرنا

جب وہ کرمان آتے تھےتو ہمیں ان کی سیکیورٹی کی فکر ہوتی تھی کہ کہیں دشمن انہیں نقصان نہ پہنچائے اس لیے ہم ان کا زیادہ خیال رکھتے تھے تو وہ ناراض ہوتے تھے اور کہتے تھے کوئی ایساکام نہ کریں جس سے میری اور عوام کے درمیان جدائی ہو، میراعوام سے رابطہ منقطع ہو، آپ یقین رکھیں کہ عوام کے درمیان مجھے کچھ نہیں ہوگا-

شہید سلیمانی ہرسال حضرت فاطمہ زہراؑ کی شہادت کے ایام میں مجالس رکھتے تھے اور تاکید کرتے تھے کہ میری وجہ سے کسی عزادار کو تکلیف نہیں ہونی چاہئے، تمام عزاداروں کا احترام کریں- ہم انہیں باربار یاد دلاتے تھے کہ ہمیں آپ کی سلامتی اور سیکیورٹی کی فکر ہے؛ اس لئے ہرآنے والے پرنظر رکھتے ہیں- حاج قاسم مجلس کے دوران عزاداروں کے استقبال کے لئے دروازے پرکھڑے رہتے تھے-

عزاداروں کے ہاتھ چومنا

مجھے یاد ہے کہ ایک عالم جو کہ سید تھا، مجلس میں آیا حاج قاسم نےبغیرجوتے اور ننگے پاؤں باہر جاکر سید کا استقبال کیا اور میں نے خود دیکھا کہ انہوں نے سید کے ہاتھ چومے-

والدہ کی آخری زیارت اور باپ کے قدموں کا بوسہ

شہید سلیمانی جب بھی گھرآتے پہلی فرصت میں والدین سے ملتے، ان کا احترام کرتے، حتی کہ ان کے جوراب اتارتےاور ان کے پاؤں کا بوسہ لیتے- ایک دن انہوں نے اپنے والد محترم کے جوراب اتارے اور ان کے پاؤں چومے- مجھے یاد ہے کہ دعا اوراحیاء کی رات تھی اور حاج قاسم کی والدہ کرمان کے فاطمہ الزہرا اسپتال میں داخل تھیں- جب وہ اپنی ماں سے ملنے گئے تو انہوں نے سب کو کمرے سے باہر نکالا اور کہا کہ میں آج رات اپنی ماں کی خدمت کرنا چاہتا ہوں؛ چونکہ ہم جانتے تھے کہ حاج قاسم تھکے ہوئے ہیں، ہم پریشان ہوگئے اور دروازے سے کمرے کے اندر جھانکے تو دیکھاکہ حاج قاسم اپنی ماں کے قدموں کا بوسہ لے رہے ہیں اور گریہ کررہے ہیں- وہ رات والدہ سے ملاقات کی آخری رات تھی-! حاج قاسم شام میں تھے کہ انہیں والدہ کے انتقال کی خبر دی گئی-

ولایت کا سپاہی

شہید سلیمانی دو چیزوں سے نہایت شدید محبت کرتے تھے، پہلی قیادت اور دوم اسلامی جمہوریہ ایران کا نظام- حتیٰ کہ حاج قاسم نے اپنی وصیت میں کہا ہے کہ میرے انتقال کے بعد مجلس ترحیم میں ایسے ذاکر کو بلائیں جو ولایت اور انقلاب اسلامی کا طرفدارہو- اگر حاج قاسم نے کہا کہ میں ولایت کا سپاہی ہوں تو وہ واقعی ولایت کا سپاہی تھا- حاج قاسم کی ولایت مداری منفرد تھی- مجھے یاد ہے کہ رہبرانقلاب کی طرف سے انہیں ایک انگوٹھی تحفے کے طور پر ملی تھی- کرمان سے تعلق رکھنے والے مدافعین حرم کے پہلے شہید کو جب دفن کے لئے تیار کیا گیا توحاج قاسم نے جعفری پور سے کہا کہ فوری طورپررہبرانقلاب کے دفتر فون کرکے پتہ کریں کہ کیا میں اپنی انگوٹھی شہید کو ھدیہ کرسکتا ہوں؟ تقریبا ۴۵ منٹ کے بعد جعفری پورنے فون کیا اور کہا کہ انگوٹھی ساتھ دفن کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، حاج قاسم شہید کے لحد میں اترے اور اپنی انگوٹھی اتارکرشہیدکےجنازے پررکھ دی-

والد کے جنازے پر رہبرانقلاب کی یاد

حاج قاسم رہبرانقلاب اسلامی کے عاشق تھے، مجھے یاد ہے کہ جب ان کے والد محترم انتقال کرگئے تو تدفین کے وقت میں بھی ان کے ساتھ تھا- شہید سلیمانی نے آہ بھری تو میں نے کہا کیا ہوا؟ آپ کس بات سے پریشان ہیں؟ انہوں نے کہا: چار دن ہوگئے کہ رہبرانقلاب کے بارے میں کوئی خبر نہیں ہے- میں نے کہا کہ آپ کے والد کا انتقال ہوگیا ہے اور رہبرانقلاب کو بھی معلوم ہے جیسے کہ ان کے دفتر سے آپ کو تعزیتی پیغام بھی بھیجا گیا ہے- شہید سلیمانی نے کہا کہ میں حضرت آقا(رہبرمعظم) سے شرمندہ ہوں چار دن تک بے خبری کے بعد اب کیسے انہیں سلام کروں؟!

شہداء کے لواحقین سے ہمدردی

کرمان ہی سے تعلق رکھنے والے شہید حاج علی محمدی کی والدہ، بیت الزہرا سلام اللہ علیہا میں حاج قاسم سے ملاقات کے لیے آئیں- میں نے حاج قاسم سے کہا: شہید کی والدہ آپ سے ملنا چاہتی ہیں، ان کو کہاں بلائیں؟ مردانہ ہال میں یا زنانہ؟ حاج قاسم نے کہا: «مجھ سے ملنے وہ کیوں آئے؟» میرا فرض ہے کہ میں خود ان سے ملنے جاؤں- فوری طور پر ننگے پاؤں داخلی

دروازے پر پہنچے اور شہید کی والدہ کو عزت و احترام سے سلام کیا اور مجھ سے کہا کہ شہید کی والدہ کے لیے وہیل چیئر لاؤ اور اسے بیت الزہرہ کے اندر لے چلو۔

بہترین نماز

شہید سلیمانی واجبات کے سخت پابند تھے، نماز وقت پر ادا کرتے تھے، ایک دن ہم راستے میں تھے، ان کی شریک حیات بھی ساتھ تھی، گاڑی چل رہی تھی کہ نماز ظہرکا وقت ہوگیا اور اذان ہوگئی، انہوں نے کہا رک جائیں اور نماز ادا کریں۔ میں نے کہا یہ صحرا ہے، خطرہ ہے کچھ بھی ہوسکتا ہے۔ حاج قاسم نے کہا: کیا خطرہ ہے؟ رکیں نماز پڑھیں!۔ سڑک کے کنارے چٹائی بچھا کر وہیں نماز ادا کی، جب نماز سے فارغ ہوئے تومیں نے مصافحہ کیا، ہاتھ ملایا، انہوں نے کہا: یہ نمازمیری زندگی کی بہترین دو نمازوں میں سے ایک تھی ایک وہ نماز ہے جومیں نے کریملن پیلس میں پڑھی تھی۔

پیوٹن کاانتظار

حاج قاسم اپنی یاداشتوں میں لکھتے ہیں: میں کریملن محل میں پیوٹن سے ملاقات کررہا تھا، اذان کا وقت ہوگیا، میں وہیں اٹھا جانماز بچھائی اور نماز پڑھی، پیوٹن نمازختم ہونے کا انتظار کرتے رہے۔ یہ نمازمیری زندگی کی بہترین نمازوں میں سے ایک تھی۔

روسی فوجی افسران کی موبائل سکرین پرحاج قاسم کی تصویر

شہریاری کا کہنا ہے کہ روسی صحافی کرمان میں شہید سلیمانی کے بارے میں ایک دستاویزی فلم ریکارڈ کر رہے تھے اور اس سلسلے میں، میں نے روسی صحافی کو انٹرویو دیتے ہوئے فخرسے کہا: ہمارے کمانڈر، ہمارے جنرل، حاج قاسم سلیمانی اتنے مہربان اور بہادر تھے کہ جب روسی طیارے کو ترکوں نے مار گرایا اور داعش نے روسی پائلٹ کو گرفتار کر لیا تو شہید سلیمانی نے اپنی بہادری اور فوجی ذہانت سے روسی پائلٹ کو داعشی دہشت گردوں سے بچایا۔ یہ واقعہ اور پائلٹ کی رہائی روسی فوجی اور سیاسی ساکھ کے لیے نہایت اہم مسئلہ تھا۔ شہید نے پائلٹ بچا کرروسی فوج کا سرفخرسے بلند کردیا تھا؛ یہی وجہ تھی کہ روسی فوج کے بعض اعلیٰ افسران نے کچھ عرصے تک اپنے مبائل فون کی سکرین پر شہید سلیمانی کی تصویر لگا رکھی تھی۔

پھانسی کے پھندے سے بچانے والا جنرل

یہ واقعہ جنرل سلیمانی کی شہادت سے دوماہ قبل کا ہے۔انقلاب اور اسلام دشمن عناصر، حاج قاسم کے گھرکو پانچ سوکلو بارودی مواد سے تباہ کرنے کا منصوبہ تیار کرچکے تھے، سیکیورٹی اداروں نے منصوبہ ساز دہشت گردکوگرفتارکرکے عدالت کے حوالے کردیا اور عدالت میں پھانسی کی سزاکا فیصلہ ہوا۔ اس فیصلے کاحاج قاسم کو علم ہوا تو قاضی کو فون کرکے کہا کہ میں اپنے حق سے دستبردار ہوتا ہوں، میں نہیں چاہتا کہ عدالت اسے پھانسی دیں۔ میں نہیں چاہتاکہ اس کی بیوی، بچے اور رشتہ داروں کو پتہ چلے کہ پھانسی ہونے والی ہے۔ قاضی نے کہا: اس کا جرم بہت بڑا ہے، یہ پھانسی کا حقدار ہے، حاج قاسم نے کہاکہ آپ اس کے جرم کی پیروی کریں؛ لیکن جو چیزمجھ سے مربوط ہے اور جو میرا حق ہے، میں اس سے دستبردار ہوتا ہوں۔

جنوب مشرقی علاقوں میں امن

ایران کے جنوب مشرقی علاقوں میں امن صرف حاج قاسم کی کمانڈ اور راہنمائی سے ہی ممکن تھا۔ فسادیوں، بدکرداروں اور دہشت گردوں کے ناپاک منصوبوں کو ناکام بنانے میں شہید جنرل قاسم سلیمانی کا اہم کردار تھا۔ انہوں نے بیرونی مالی امداد سے چلنے والے بہت سے فسادی گروہوں کا خاتمہ کردیا۔ کرمان، سیستان و بلوچستان اور ہرمزگان جیسے علاقوں میں بحران کا خاتمہ کرکے پورے خطے کو پرامن بنادیا۔

میدان جنگ کے صف اول میں رہنا

دنیا کی تمام روایتی جنگوں میں یہ رواج ہے کہ کمانڈر فرنٹ لائن سے بیس سے تیس کلومیٹر دور ہوتے ہیں، صف اول میں فوجی جوان ہوتے ہیں؛ لیکن حاج قاسم تمام آپریشنزمیں فوجی جوانوں کے شانہ بشانہ ہوتے تھے۔ یورپ، امریکا، اسرائیل اور سعودی عرب جیسے ملکوں کی مالی امداد سے خطے میں تکفیری دہشت گرد جماعتوں، بشمول داعش اور جبھة النصرة کا قیام عمل میں آیا۔ جنرل سلیمانی کو عراق اور شام میں تکفیری دہشت گردوں کے خطرات سے نمٹنے کا نیا مشن سونپا گیا، شہید ایک نئی حکمت عملی کے ساتھ میدان نبرد میں حاضر ہوئے،عراق میں حشد الشعبي اور شام میں عوامی رضاکارانہ فورس (قوات دفاع وطني) کی بنیاد رکھی اور القدس فورس کی مشاورت اور کمانڈ کے ذریعے چھ سالوں کے اندر ان دونوں ملکوں سے دہشت گردی کا تقریبا قلع قمع کر دیا۔ شہید سلیمانی مجاہدین کی صرف راہنمائی ہی نہیں؛ بلکہ مجاہدین کے ساتھ ساتھ میدان جنگ میں بھی حاضر رہتے تھے۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ جنگ جاری ہو اور حاج قاسم فرنٹ لائن پرفورسز کے ساتھ نہ ہو۔ جب جنرل سلیمانی ساتھ ہوتے تھے تو جوانوں کو حوصلہ ملتا تھا اور دشمن سے لڑنے کا انداز ہی کچھ اور ہوتا تھا۔ جنرل سلیمانی نہایت ذہین بھی تھے ان کا حافظہ بھی بہت تیز تھا، یہی وجہ تھی کہ بٹالین میں موجود تمام پندرہ سو افراد کو نام سے جانتے تھے۔ جب کوئی جوان کسی بھی جلسے میں حاضرنہ ہوتا تو فوری طور پرپوچھ لیتے تھے کہ فلاں جوان کیوں نہیں آیا ہے۔ غیرحاضری کی کیا وجہ ہے؟!۔

اکیلے میدان جہاد کی طرف جانا

شہید کا ایک ساتھی کا کہنا ہے کہ حاج قاسم نے مجھ سے کہا ہمیں ہر حال میں حرم کے دفاع کےلئے جانا ہے۔ اس وقت تقریباً ۷۰ فیصد عراق داعش کے کنٹرول میں جاچکا تھا اور دشمن چاہتا تھاکہ بغداد کو بھی اپنے کنٹرول میں لے لیں۔ میں اور حاج قاسم بغداد پہنچے تو انہوں نے کہا ہمیں اس جگہ کو مکمل

طور پر جنگ کےلئے آمادہ کرنا ہے؛ لہٰذا اہم علاقوں میں دھماکہ خیز مواد نصب کرنا پڑے گا۔ عراق کے مقدس شہرسامرہ سے بغداد کا پورا راستہ دشمن کے کنٹرول میں تھا؛ اس علاقے کو کسی بھی صورت میں آزاد کروانا ہے۔ ہم نے جواب میں کہا: حاجی یہ پورا علاقہ داعش کے قبضے میں ہے اور ہمارے پاس جوانوں کی مناسب تعداد بھی نہیں ہے؛ شہید قاسم سلیمانی بغیرکسی جواب کے خود ہی گاڑی میں سوار ہوئے اور دشمن کی جانب چل دیئے۔ میں نے دوستوں سے کہا کہ حاج قاسم دشمن کی جانب بڑھ رہے ہیں اگر وہ شہید ہوگئے تو دشمن کے حوصلے بلند ہوجائیں گے اور سمجھیں گے کہ کوئی کارنامہ انجام دیا ہے۔ کچھ دیر بعد ہم بھی قاسم سلیمانی کے پیچھے نکلے۔ جب ہم شہید قاسم سلیمانی تک پہنچے تو دس کلومیٹر کا علاقہ آزاد کروا چکا تھا۔ میں نے حاج قاسم سے کہا: تمہیں تمہاری ماں کی قسم پیچھے آجائیں۔ آپ کو کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے؛ آپ زندہ رہیں ہم اپنی جان دینے کے لیے تیارہیں۔ میں نے دوستوں سے کہا حاج قاسم کا خیال رکھو، یہ نڈر اور بے خوف انسان ہیں ان کو کوئی پرواہ نہیں کہ سامنے دشمن ہے۔

رودبار سے قاسم آباد

صوبہ کرمان کے جنوب میں ایک گاوں ہے جس پر فسادیوں کا قبضہ تھا، شہری خاص کر کسی تاجرمیں اس علاقے سے گزرنے کی ہمت نہیں تھی، لوٹتے تھے، مارنے کی دھمکی دیتے تھے، شہید سلیمانی یہاں آتے ہی گاوں کو ان فسادیوں سے پاک کردیا۔ تقریبا ۹ دن تک فسادیوں سے جھڑپیں ہوتی رہیں، فسادی آخرکار ہتھیار ڈالنے پرمجبور ہوگئے۔ جب اس فسادی ٹولے کے سرغنے کی نظر حاج قاسم پر پڑی تو شرمندگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ آج کے بعد ہربرائی سے باز رہوں گا، میرا یہ آپ سے وعدہ ہے۔ پھر اس نے کہا کہ اگر میں قتل ہونے والا ہوں تو میں حاج قاسم کے ہاتھوں ہی قتل ہونا پسند کروں گا۔ حاج قاسم نے کہا کہ توبہ کرو اور آج کے بعد ایسی کوئی غلطی نہیں کروگے۔ ہتھیار ڈالنے کے بعد، حاج قاسم نے سہولیات سفر فراہم کرکے اسے امام «علی ابن موسی الرضا (ع)» کی زیارت کے لیے بھیجا۔ زیارت سے واپسی پرنوکری بھی دلوا دی۔ یہ جاننا دلچسپ ہے کہ جو افراد دھوکہ دہی کا شکار تھے اور مجرم نہیں تھے حاج قاسم نے ان کے لیے

زرعی اراضی، اسکول اور مکان بھی بناکردیے، اہل علاقہ حاج قاسم کے کردارسے اتنے متاثر ہوئے کہ انہوں نے گاؤں کا نام ہی قاسم آباد رکھ لیا۔ اس کے بعد سے اب تک اس علاقے میں کسی قسم کا کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا ہے۔

سقوط شام

ہم دفاع مقدس کے تقریباً چار سو جوانوں اور ان کے اہل خانہ کے ساتھ امام رضا علیہ السلام کی زیارت کےلیے گئے تھے۔ اس سفر میں حاج قاسم بھی ہمارے ساتھ تھے۔ شہید حسب معمول جوانوں کے اجتماع سے خطاب کررہے تھے کہ اچانک انہیں اطلاع ملی کہ تکفیری دہشت گرد دمشق پہنچ گئے ہیں اور شام سقوط کرنے والا ہے۔ انہوں نے اسی لمحے تقریر ختم کی اور کہا: میرے لیے دعا کریں، میں شام جارہا ہوں، دمشق سقوط کرنے والا ہے، شاید میں واپس نہ آسکوں۔ یہ لمحہ ناقابل بیان ہے کہ سارے جوان ایک دم حیران و پریشان ہوگئے۔ اس وقت شہید فولادی کی والدہ بہت روئیں اور حاج قاسم کی سلامتی کےلئے دعا کی۔

شہری یار کا کہنا ہے کہ کافی عرصے کے بعد حسین پورجعفری کرمان آئے تو میں نے ان سے پوچھا، «داعشی دہشت گرد ائیرپورٹ کے بالکل قریب تھے، حاج قاسم کی فلائٹ کیسے اتری؟» جعفری نے کہا: «جب طیارہ قریب پہنچا تو پائلٹ نے کہا کہ طیارے کو خطرہ ہے گولی لگ سکتی ہے؛ لہذا ہم نہیں اترسکتے ہیں، حاج قاسم نے کہا کسی بھی صورت میں اترنا ہی ہوگا۔ حاج قاسم کے کہنے پر پائلٹ نے جہاز دمشق ائرپورٹ پر لینڈ کیا۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حاج قاسم کی شجاعت اور بہادری بے مثال تھی۔

مطالعہ کی اہمیت

حاج قاسم تلاوت قرآن کریم کے ساتھ ساتھ مطالعہ کے بڑے شوقین تھے، ان کے ساتھ ہمیشہ کوئی نہ کوئی کتاب ضرور ہوتی تھی، خاص کر وہ کتابیں جو رہبرمعظم مطالعہ کرنے کی سفارش کرتے ہیں۔ ان کی نظر کمزور تھی اس لئے وہ عینک ساتھ رکھتے تھے۔ حاج قاسم جب بھی کرمان تشریف لاتے تو مطالعہ سے غافل نہیں ہوتے تھے؛ یہاں تک کہ ہوائی اڈے سے گھرتک کے راستے میں بھی مطالعہ کیا کرتے تھے۔

امام حسین سے عقیدت

یہ جاننا دلچسپ ہے کہ شہید سلیمانی نوحہ خوانی اور ذاکری بھی کیا کرتے تھے۔ امام حسین علیہ السلام سے بے انتہا عقیدت رکھتے تھے، امام علیہ السلام کے سچے عاشق تھے، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنی بٹالین کا نام ہی لشکرثاراللہ رکھا تھا[1]۔

۱۔ خاطرات رفیق ۳۰ سالہِ سردار دل‌ها/ وقتی اشرار نام روستا را «قاسم آباد» گذاشتند۔ فارس نیوز۔

سانحہ بغداد؛ مقاومت کا پرچم نئی قیادت کے سپرد

حاج قاسم کے خون سے شجرہ طیبہ کی آبیاری

تحریر: علامہ ڈاکٹر سید شفقت حسین شیرازی

دین مبین اسلام کی رو سے ایک مجاہد اور سرباز جب رتبہ شہادت پرفائز ہوتا ہے۔وہ ہرگزمرتا نہیں؛ بلکہ پرچم کو ایک نئے علمدار کے سپرد کرنے کی رسم ادا کرتا ہے۔ شہداء تو زندہ جاوید ہو جاتے ہیں؛ بلکہ اپنے مقدس خون سے شجرہ اسلام کی آبیاری کرکے اسے توانمندتر بنا دیتے ہیں اور قوموں کو حیات و زندگی کا رزق تقسیم کرتے ہیں اور انہیں ہمیشہ جینے کا سلیقہ بتاتے ہیں اور اپنے خدا سے رزق بھی پاتے ہیں۔

کریسٹوفر کولمبس کی کل کی ایجاد کردہ مملکت کا سربراہ کیا جانے کہ مسلمانوں کا فلسفہ موت و حیات کیا ہے؟ غاصبوں وجرائم پیشہ لوگوں، چوروں اور ڈکیتوں کی یہ مملکت جو اپنے آپ کو سپرطاقت کہتی ہے۔ اس کے اداروں اور اسٹبلشمنٹ کوانقلاب اسلامی ایران کی کامیابی کے چالیس سال گزرجانے کے باوجود یہ بھی اندازہ نہیں ہو سکا کہ ان کا مقابلہ اب ایک خالص محمدی اسلام سے ہے۔ وہ خالص محمدی اسلام کہ جوایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا ؑ کی محنت کا ثمرہے اور خاتم المرسلین حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شبانہ روز محنت اور قربانیوں کا نچوڑ ہے کہ جس کے رہتی دنیا تک کے حامی ومحافظ وصی رسول خدا ص حضرت امام علی ابن ابی طالب ؑ اور ان کے بارہ فرزند امام حسن مجتبی اور امام حسین ؑ سے لیکرحضرت حجت قائم امام مہدی المنتظرعجل اللہ فرجہ الشریف ہیں۔ یہ خدا کا دین اپنی پوری تاریخ؛ یعنی ابو البشر حضرت آدم ؑ سے لیکر قیامت تک نہ توکبھی لا وارث رہا ہے اور نہ لا وارث رہے گا اور اس کی حفاظت و سربلندی کے لئے کربلائیں سجتی رہی ہیں اور سجتی رہیں گی۔

آج ایک بار پھر نائب امام زمانہ عج، ولی امرالمسلمین امام خامنہ ای دام ظلہ الوارف کا سرباز وعلمدار و سپہ سالار حاج قاسم سلیمانی قدس سرہ، سرزمین عراق پر مقاومت کے ایک عظیم علمدار ابومھدی مہندس ودیگر بہادر مجاہدین کے ساتھ ایک نئی کربلاء سجانے اترا ہے۔ شب جمعہ کو جنہیں انسانیت کے بدترین دشمن نے بغداد میں شہید کر دیا ہے۔ اگر اس زمانے کے پست ترین، اخلاقیات اور انسانیت سے عاری امریکی صدرنے ظلم کرنے سے پہلے فرعونوں و یزیدیوں کی تاریخ پڑھی ہوتی تو اسے معلوم ہوتا کہ اس مکتب کے سپہ سالار و علمدارمرتے نہیں، گرتےنہیں؛ بلکہ علم کونئے علمدار کے سپرد کرنے کی رسم ادا کرکے دشمن کے ساتھ جاری ازلی جنگ کے ایک نئے مرحلے کا آغاز کرتے ہیں۔ اور اپنی قربانی سے اپنے مشن کو ایک نئی قوت اور

طاقت دیتے ہیں۔ جس سے دشمن کی ذلت اور پسپائی کا سامان فراہم ہوتا ہے۔ اس کا غرور خاک میں ملتا ہے اور اس کا نظام زمین بوس ہوکرتاریخ کے کوڑے دان میں پھینک دیا جاتا ہے اور قاتل پر برسوں اور صدیوں بعد بھی لعنت برستی رہتی ہے۔ امریکہ جیسے ظالم وجابر ریڈ انڈین قوم کی لاشوں کے ڈھیر پر مملکت بنانے والے ہرگز اس قرآنی حقیقت کو درک نہیں کر سکتے۔ کہ اللہ تبارک وتعالی کا ارشاد ہے: {مَا نَنسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا} (البقرة:۱۰۶)

«کہ ہم کسی نشانی کو تبدیل (منسوخ) نہیں کرتے یا ترک نہیں کرتے جب تک اس سے بہتر یا اس جیسی نشانی لاتے نہیں۔»

تبدیل ہونے والی نشانیاں خدا اپنے پاس محفوظ کر لیتا ہے۔ اور شہداء اللہ کی وہ نشانیاں ہیں کہ جن کو کبھی موت نہیں آتی۔ تفسیر نمونہ کے مصنف فرماتے ہیں کہ اس آیت میں نسخ سے مراد کسی خاص مصلحت کی خاطرآیت کی تاخیر و التوا لیتے ہیں؛ تاکہ اس سے بہتر یا اس جیسی ایک اور آیت لائی جائے اور فرماتے ہیں کہ «ننسخ» کا اشارہ مختصر مدت کی تاخیر اور «ننسھا» کا اشارہ طویل مدت کی تاخیر کی طرف ہے۔

اسلام کی پوری تاریخ کا نہیں تو کم از کم احمق ٹرمپ نے عصر حاضر کی تاریخ کا بغور مطالعہ کیا ہوتا تو کبھی بھی یہ احمقانہ حکم صادر نہ کرتا۔ ابھی تقریبا ۲۸ سال پہلے اسرائیل نے ٹرمپ کی طرح حماقت کی اور حزب اللہ لبنان کے سربراہ علامہ سید عباس موسوی رح کو اسی انداز سے میزائل کے ذریعے شہید کر دیا تھا؛ لیکن آج تک وہ پچھتا رہا ہے کہ کاش میں نے یہ حماقت نہ کی ہوتی اور نہ ہی سید مقاومت علامہ مجاھد سید حسن نصراللہ حفظہ اللہ حزب اللہ کے سربراہ بن کر پے در پے انہیں شکستوں سے دوچار کرتے۔ ٹرمپ کی طرح کی حماقت سفیانی لشکر کے علمبردار آل سعود نے بھی یمن میں تقریبا ۱۱ سال پہلے کی تھی۔ جب انہوں نے انصار اللہ کے بانی اور قائد سید حسین بدرالدین الحوثی کو اپنے ظلم کے تیروں کا نشانہ بنایا تھا۔ آج یقینا وہ بھی پچھتا رہے ہیں۔ اب یمن پر مسلط کردہ جنگ انکے گلے کی ھڈی بن چکی ہے اور سید حسین شہید کے چھوٹے بھائی مجاھد اسلام سید عبدالملک بدر الدین الحوثی انکا ڈراونا خواب بن چکا ہے، جس نے انکے غرور وتکبر کو خاک میں ملا کر ذلیل وخوار کر دیا ہے۔ احمق بن سلمان کی نیندیں حرام ہو چکی ہیں۔ یہ بزدل خوابوں میں بھی انصار اللہ اور اس کے عظیم قائد کا نام سن کر ڈرتا ہے۔ شہروں کو چھوڑ کر سمندروں میں جا چھپتا ہے۔ اب ٹرمپ تو بھی جان لے کہ جس جرم کا تو مرتکب ہوا ہے، جب تک زندہ رہو گے تمہیں حاج قاسم ہرگز نہیں بھولے گا اور حاج قاسم سلیمانی اور ان کے رفقاء کا ناحق خون تمہارا اور تمہارے ظالم نظام کا تعاقب کرے

گا؛ کیونکہ اس خون کے وارث فقط تنہا ایرانی نہیں؛ بلکہ اس خالص محمدی اسلام کے سب پیروکار ہیں۔

شہدائے بغداد کے مقدس خون کی برکتیں

۱- ان شہداء کے مقدس خون نے بکھرے ہوئے بھائیوں اور مختلف پارٹیوں اور تنظیموں کو ایک موقف پر اکٹھا کر دیا ہے۔ آپ میڈیا پر دیکھ لیں سب ملکر اور باہمی اختلافات کو بھلا کر ان شہداء کے عادلانہ قصاص کا مطالبہ کر رہے ہیں اور امریکی نظام کی مذمت کر رہے ہیں۔

۲- خالص محمدی اسلام کے پیروکاروں کو جو دنیا بھر کے مختلف ممالک میں رہتے ہیں انہیں بھی آپس میں ایک ہی موقف بین الاقوامی وحدت کی لڑی میں پرو دیا ہے اور سب متعدد زبانوں اور انداز میں فقط ایک ہی عہد کر رہے ہیں کہ ان شہداء کا خون رائیگاں نہیں جانے دیں گے؛ بلکہ عادلانہ قصاص کا پرزور مطالبہ کررہے ہیں۔

۳- ۲۰۰۳ سے آج تک جو کچھ امریکا نے عراق پر تسلط کے لئے کیا اس بزدلانہ کارروائی کے نتیجے میں اس پر پانی پھر گیا ہے اور آج کی عراقی پارلیمنٹ کی قرارداد کے لئے حاج قاسم اورحاج ابومھدی مہندس جتنی بھی کوشش کرتے اور سرمایہ لگاتے نہیں لا سکتے تھے؛ لیکن ان کے مقدس خون کی تاثیر نے فورا یہ قرارداد منظور کروا لی اور عراق میں کل جو امریکی وجود قانونی تھا اب وہ غیر قانونی ہوگیا اور عراق سے ایران کو نکالنے اور اپنی مرضی کا انقلاب کےلئے گذشتہ تقریبا تین ماہ سے مظاہرے کروائے اورعراقی فضا کو اپنے زہر سے آلودہ کیا اور نفرتیں پھیلائیں۔ ان شہداء کی مظلومانہ شہادت اور مقدس خون نے اس فضا کو پھر معطر کر دیا اور باھمی اختلافات اور فاصلے کافور ہو گئے۔

۴- جس اسرائیل کو خطرات سے بچانے امریکی فوجیں اسے خطے میں متمرکز ہوئیں اور اسرائیل کے ہمسایہ ممالک کے امن کو تباہ کرکے امریکہ نے اسرائیل کی امنیت کو بہتر بنایا آج وہ ناجائز ریاست تباہی کے کنارے جا پہنچی ہے اور اس کے لئے کسی وقت بھی جہنم کے دروازے کھل سکتے ہیں اور وہ بہت خوف زدہ ہیں، ھائی الرٹ پوزیشن پر آچکے ہیں۔ دوسری طرف خبریں یہ آ رہی ہیں کہ سمندر میں موجود امریکی فورسز ایران سے ہزاروں کلو میٹر دور بھاگ چکی ہیں۔ اسرائیل کے پاس بھی جان بچانے کا ایک ہی راستہ ہے کہ غضب الھی کے ٹوٹنے سے پہلے ارض مقدس فلسطین کو فلسطینیوں کے حوالے کرکے بھاگ نکلے۔

۵- ایران کے نظام کو تبدیل کرنے پر سالہا سال کی امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی سرمایہ گزاری کو بھی حاج قاسم اور ان کے رفقاء نے اپنی اس عظیم قربانی سے ڈبو دیا ہے۔ ان کی پلاننگ کے اس سال ایران میں عام انتخابات کے بعد وہ ایک

بار پھر فتنہ ایجاد کریں گے۔ اس فتنے کی آنکھ بھی انہوں نے پھوڑ دی ہے اور اسے اپنی تدفین سے پہلے ہی دفن کر دیا ہے اور اس کی کفالت وضمانت ایران کے ہر شہر میں ملینز عوام کا ان کے جنازوں کا استقبال ہے۔ اب امریکہ کے خلاف اس نفرت نے جنم لیا ہے کہ جسے سارا امریکی اور ان کے اتحادیوں کا ہر قسم کا میڈیا ایرانی عوام کے دلوں سے نہیں نکال سکتا۔

انتباہ

ابھی تو ابتداء ہے چند دنوں میں ہی ان ابطال نے دشمن کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ دشمن بوکھلاہٹ کا شکار ہے۔ کبھی صلح کا ہاتھ بڑھاتا ہے، کبھی جنگ کی دھمکیاں دیتا ہے۔اس شہادت سے مقاومت کا بلاک بہت مضبوط ہوا ہے۔ ایران کے خطے کے اتحادیوں کے علاوہ روس وچین جیسے ممالک کا موقف اس بات کی طرف واضح اشارہ ہے کہ اب امریکہ اورغرب کو یہ خطہ چھوڑنا ہوگا اور ان کی پے در پے خطے پر مسلط کردہ جنگیں اب مشرق کے کھلاڑی برداشت نہیں کرسکتے اور اس اس نئے مرحلے میں کہ جس کا آغاز حاج قاسم نے اپنی قربانی سے کر چکا ہے اور پرچم ایران وعراق میں نئے علمداروں کے سپرد ہوئے ہیں۔ اب اس مرحلے کے آغاز سے ہی خطے میں امریکہ کے غلاموں اور طرفداروں کے برے دن شروع ہو چکے ہیں۔

ایک محب وطن پاکستانی ہونے کے ناطے ہمارے نظام میں موجود امریکہ نواز حکمرانوں کو تنبیہ کرتا ہوں کہ آپ کے بہت سے مواقف میرے وطن کی عوام کے ترجمان نہیں رہے۔ پاکستانی عوام غیرتمند، بہادر، عزت دار فداکاری اور قربانی کا جذبہ رکھنے والی قوم ہے۔ لیکن وقتی فوائد، ذاتی منفعت اور خوف کی وجہ سے تم نے متعدد بزدلانہ اور غلامانہ مواقف اختیار کئے۔ پاکستانی عوام کو بارہا دنیا کے سامنے ذلیل کیا ہے اور اس حد تک بین الاقوامی میڈیا میں پڑھنے کو مل جاتا ہے کہ جسے بیان کرنا بھی کسی شریف اور غیرتمند کے لئے مشکل ہے۔ اس مرحلے پر یا تو غلامی کی زنجیر توڑ کر درست فیصلے کریں یا پھر اقتدار سے دور ہو جائیں اور آزادانہ طور پر سب پاکستانیوں کو خود اپنے مقدر کا فیصلہ کرنے دیں؛ تاکہ یہ قوم، دینی، مذہبی، قومی اورلسانی مصلحتوں سے بالاتر ہو کر سب پاکستانی بن کر روشن مستقبل کا فیصلہ کریں۔

میں کسی چیزسے نہیں ڈرتاتھا (چرواہے سے جنرل تک کا سفرنامہ)

«میں کسی چیزسےنہیں ڈرتا تھا» جنرل قاسم سلیمانی کی سوانح حیات پرمشتمل ایک کتاب کا نام ہے، جسے شہید قاسم سلیمانی نے اپنے زخمی ہاتھ سے رقم کیا ہے۔

کتاب کا مختصر تعارف:

«میں کسی چیزسے نہیں ڈرتا تھا» نامی کتاب کا پہلا نسخہ بروز بدھ ۱۶ دسمبر ۲۰۲۰ کو رہبر انقلاب اسلامی سے شہید سلیمانی کے اہل خانہ کی ملاقات کے بعد رہبرانقلاب اسلامی کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ جس کا ذکرشہید سلیمانی کی بیٹی نے کتاب کے مقدمے میں کیا ہے:

شہید کی بیٹی لکھتی ہیں: میں نے اپنےوالد حاج قاسم کی نمائندگی میں ایک تحفہ رہبرانقلاب کی خدمت میں پیش کرنےکا شرف حاصل کیا۔ یہ تحفہ حاج قاسم کا خود نوشت زندگی نامہ تھا؛ جسے ہم شہید کی برسی کے موقع پر کتاب کی شکل میں شائع کرنا چاہتے تھے۔ ملاقات کے بعد اسے میں نے رہبرانقلاب کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نےاس کے بارے میں چند سوالات کئے اور اس تحفے کو بڑی محبت اور شفقت سے قبول کرلیا۔ چند دن بعد جب کتاب کو حتمی شکل دی جا رہی تھی تو رہبرانقلاب اسلامی کی جانب سے ایک عبارت مجھے موصول ہوئی۔ آپ نے کرم فرمائی کی اور مطالعے سے قبل ایک نوٹ اپنے وفادار سپاہی کی یاد میں تحریر فرمایا تھا۔ محبت و شفقت بھری یہ عبارت اس کتاب کے پیکر کےلئے روح رواں بن گئی۔

رہبرمعظم سیدعلی خامنہ ای کا تحریر کردہ متن:

باسمہ تعالی

ہمارے پیارے اورعزیز شہید کی یاد کواجاگر کرنے والی ہرچیز ہمارے لئے، دلنواز اور چشم نواز ہے؛ اگرچہ اللہ تعالی نے ان کی یاد کو بام ثریا پرپہنچادیا ہے اور اسی طرح انہیں، ان کے اخلاص و عمل صالح کا دنیوی اجر بھی عطا فرمایا ہے؛ لیکن ہم سب کی بھی کچھ ذمہ داریاں ہیں۔ اگرچہ میں نے ابھی تک اس کتاب کا مطالعہ نہیں کیا ہے؛ لیکن یہ کتاب اسی راہ میں ایک قدم ثابت ہو سکتی ہے۔

رزقنا اللہ ما رزقہ من فضلہ

قاسم سلیمانی

قاسم سلیمانی بن حسن ۱۱ مارچ ۱۹۵۷ء میں ایران کے صوبہ کرمان کے شہر رابر کے مضافات میں سلیمانی قبیلے میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام حسن اور والدہ کا نام فاطمہ سلیمانی تھا۔ ان کے دو بھائی اور ایک بہن ہے۔

قاسم سلیمانی ایران عراق جنگ کے دوران رشتہ ازدواج سے منسلک ہوئے۔ ان کے ۶ بچے ہیں؛ جن میں سے ایک کا انتقال

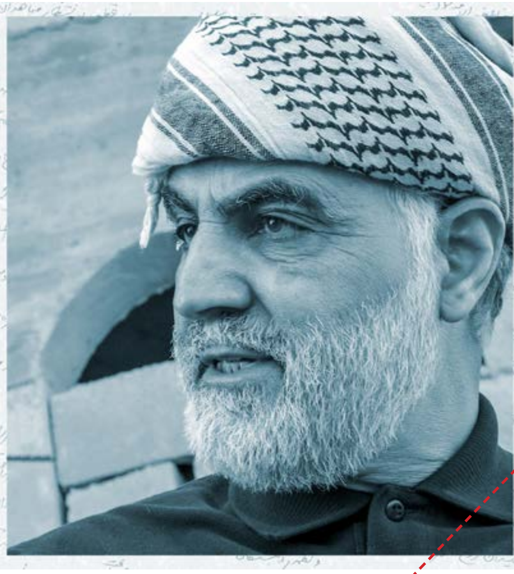

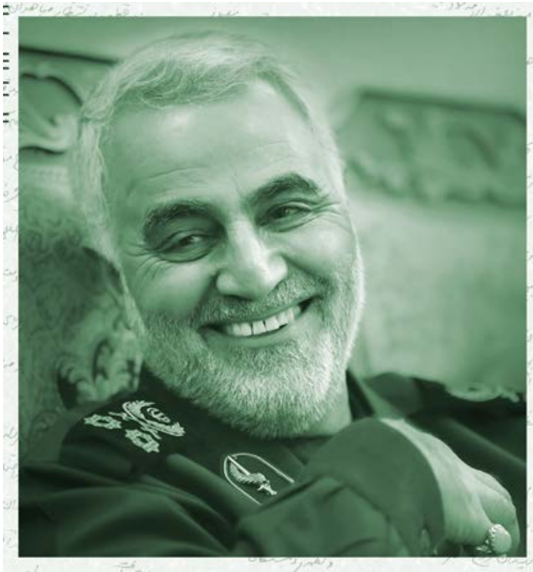

ان کی زندگی میں ہو گیا۔ ان کی اولاد میں تین بیٹیاں نرجس، فاطمہ، زینب اور دو بیٹے حسین اور رضا ہیں۔

انہوں نے ایران – عراق جنگ ختم ہونے کے بعد اپنا تعلیمی سلسلہ جاری رکھا اور سنہ ۲۰۰۵ء میں ماسٹر کی ڈگری حاصل کی۔ وہ بارہ سال کے ہوچکے تھے تو مزدوری کےلئے کرمان شہر چلے گئے اور ۱۸ سال کی عمر میں واٹرسپلائی محکمےمیں ملازمت شروع کی۔ قاسم سلیمانی انقلاب اسلامی کے اہم ترین کارکنوں میں سے ایک تھے اور اسلامی انقلاب کے دوران کرمان میں ہونے والے مظاہروں اور احتجاجات کے بانی ہوا کرتے تھے۔

ثاراللہ بٹالین

دفاع مقدس کے دوران کرمان میں ثاراللہ ۴۱ نامی بٹالین کو تشکیل دیا۔ انہوں نے ایران عراق جنگ میں کلیدی کردار ادا کرتے ہوئے ملک کا بھرپور دفاع کیا۔ ایران کے خلاف عراق کی مسلط کردہ جنگ کے دوران مختلف آپریشنز من جملہ والفجر۸، کربلا۴ اور کربلا ۵ نامی آپریشنز کے کمانڈروں میں شامل تھے[۱]۔ وہ کئی بار زخمی بھی ہوئے۔

جنرل سلیمانی سنہ۱۹۸۱ء میں سپاہ پاسداران کے اس وقت کے کمانڈر، محسن رضایی کے حکم سے سپاہ قدس کے۴۱ ویں برگیڈ ثاراللہ کے سربراہ منصوب ہوئے۔ جنرل سلیمانی ایران، عراق جنگ کے خاتمے کے بعد سنہ ۱۹۸۹ء میں کچھ عرصہ تک لشکرِ صاحب الزمان نامی بٹالین کے کمانڈر رہے۔ پھر دوبارہ لشکر ۴۱ ثار اللہ کرمان کے کمانڈر بنائے گئے۔ اس بٹالین کی ذمہ داریوں میں سیستان و بلوچستان میں دہشت گردوں کا خاتمہ کرنا بھی شامل تھا؛ لہذا انہوں نے ایران کے مشرقی بارڈر سے ایران میں داخل ہونے ہونے والے مسلح دہشتگرد گروہوں کا مقابلہ کرتے ہوئے ان کا راستہ روک لیا۔ اوراسی طرح ایران و افغانستان کے بارڈر پر منشیات اسمگلروں کے ساتھ بھی برسر پیکار رہے[۲]۔

زینب سلیمانی کا متن

میں کسی چیز سے نہیں ڈرتا تھا نامی کتاب شہید جنرل سلیمانی کی بیٹی کے تحریرکردہ متن سے شروع ہوتی ہے جس میں انہوں نے شہید کی روزمرہ زندگی کے چند اہم عادتوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔

کتاب کے مقدمہ میں لکھتی ہیں: اگرچہ والد ہمارے درمیان تھے، حیات تھے؛ لیکن وہ ہمارے لیے ہمیشہ شہید ہی تھے، ہم سب جانتے تھے کہ کسی نہ کسی دن انہوں نے شہید ہونا ہے۔ یہ ایک حقیقت تھی۔ ایک دن ہم ہوں گے؛ لیکن والد نہیں ہوگا، یہ ایک یہ ایک ڈراؤنا خواب تھا جو کہ مجھے ہر وقت خوف میں مبتلا کردیتا تھا۔

میرے والد عام روزمرہ زندگی میں بھی فوجی کمانڈروں کی طرح درست اور منظم تھے۔ وہ بیکار نہیں رہتے تھے، وہ اپنی زندگی کا ایک منٹ بھی ضائع نہیں کرتے تھے۔ ان کے پاس منٹوں کےلیے بھی منصوبے تھے۔ ذمہ داریاں اتنی زیادہ تھیں کہ ان کے پاس عام معاملات زندگی کےلئے وقت ہی نہیں ہوتا تھا؛ لیکن ایک کام ایسا تھا کہ جسےہمیشہ انجام دیا کرتے تھے وہ مطالعہ تھا اور اپنے بچوں کو بھی مطالعہ کی تاکید کیا کرتےتھے۔ وہ مختلف قسم کی کتابیں مطالعہ کیا کرتےتھے؛ یہاں تک فارسی اشعار، غیر ملکی ناول، سیاسی اور تاریخی کتب وغیرہ۔ کتابوں کو نہایت غور سے پڑھنے کے عادی تھے، مطالعے کے دوران کتابوں کے شروع، درمیان اور آخر میں نوٹ لکھتے تھے۔

میں چاہوں گی کہ وہ لوگ جو حاج قاسم کو صرف فوجی وردی میں جانتے ہیں وہ جانیں کہ وہ کیسے پلا بڑھا۔ یہ کتاب ایک عظیم مشن کا آغاز ہے۔ ایک عظیم انسان کو جانیے!۔

اس کتاب میں کرمان کے دورافتادہ گاؤں میں پیدا ہونے والے مرد مجاہد نے چرواہے سے جنرل تک کا سفرنامہ بیان کیا ہے۔

کتاب کا نام

جب کتاب «میں کسی چیز سے نہیں ڈرتا تھا» کے الفاظ، جملے، یاد داشت اور ہرسطر پرآپ کی نظرپڑے گی تو خود سے کہیں گے یا اللہ یہ وہ ہیں جسے ایک زخمی ہاتھ نے رقم کیا ہے۔

حاج قاسم کی جرات اور بہادری کی داستان کسی سے ڈھکی چھپی

۱۔ شہید سلیمانی کی نامکمل خود نوشت سوانح حیات کے بارے میں امام خامنہ ای کی رائے۔https://urdu.khamenei.ir/۔

۲۔ سوانح حیات قاسم سلیمانی، اردو ویکی شیعہ۔

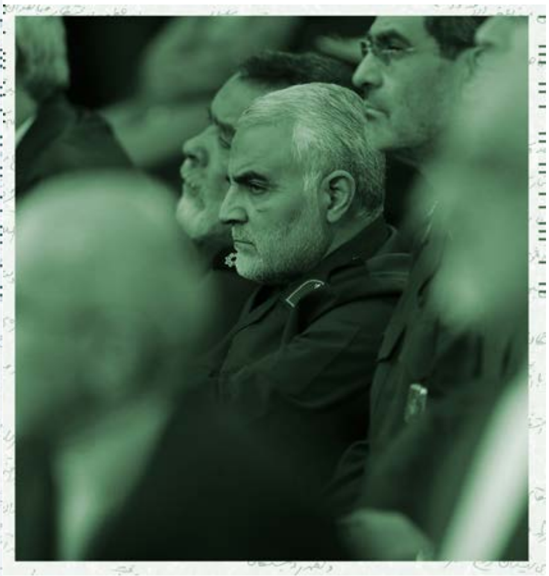

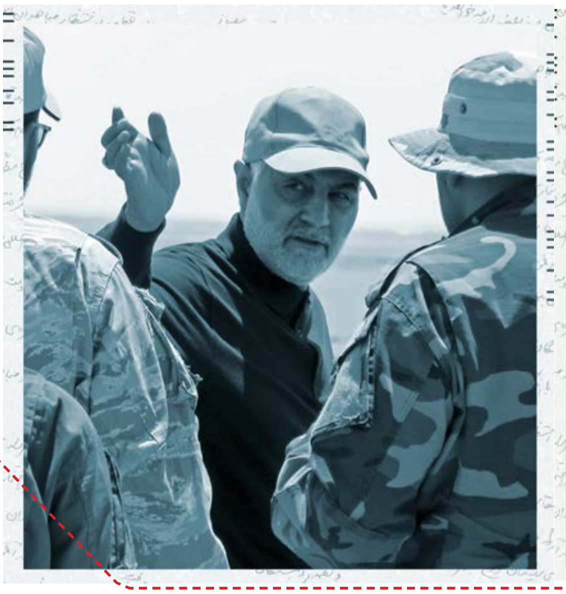

نہیں ہے؛ لیکن کتاب کے نام کا انتخاب کی وجہ ایک واقعہ ہے جو انہوں نے خود، کتاب کے متن میں بیان کیا ہے۔

شہنشاہی دور میں ایک پولیس افسرکی جانب سے بغیر حجاب کے ایک لڑکی کی توہین پر قاسم سلیمانی کا ردعمل۔

شہید اپنی یاد داشت میں لکھتے ہیں: شہنشاہی دورمیں ننگےسر، لمبے بالوں والی ایک نوجوان بے حجاب لڑکی کہیں جا رہی تھی۔ ایک پولیس اہلکار نے اس کی توہین کی۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ وہ دن، عاشورکا دن تھا اور لڑکی کی اہانت دیکھ کرمجھے سخت غصہ آیا اور میں نے اس پولیس کانسٹیبل سے نمٹنے کا فیصلہ کیا؛ حالانکہ مجھے معلوم تھاکہ فیصلے کاکیا نتیجہ نکلنا ہے۔

جیسے ہی پولیس اہلکار اپنے دوست کے پاس گیا میں بھی اپنے دوست کے ساتھ سیڑھیوں سے اتر کر ہوٹل سے باہرنکلا۔ میں اتنےغصے میں تھا کہ مجھے نتائج کی کوئی پرواہ نہیں تھی۔ نہایت تیز رفتاری سے اس کے پاس پہنچا اور اسے کراٹے کی صورت میں لات مار کر نیچے گرادیا۔ اس کی ناک سے خون بہنے لگا۔ ٹریفک کانسٹیبل نے جیسے ہی سیٹی بجائی، دو پولیس اہلکار ہماری طرف دوڑے۔ میں جلدی سے ہوٹل کے اندر جاکر چھپ گیا، کچھ دیربعد میں ہوٹل سے اپنا گھر چلا گیا۔ پولیس اہلکار کو مار کراحساس غرور کررہا تھا اوراب کسی چیزسے نہیں ڈرتا تھا۔

حاج قاسم کی ڈائری کے مطالعے سے، ان کے بچپن اور نوجوانی کے ایام کے بارے میں ایک بات، بہت اچھی طرح قاری کے ذہن میں بیٹھ جاتی ہے وہ یہ کہ بڑے کارنامے انجام دینے کےلئے بہت زیادہ وسائل، رئیس زادہ ہونے اور لاؤ لشکر کی ضرورت نہیں ہوتی ہے؛ بس اتنا کافی ہے کہ اللہ کے نیک بندے بنیں؛ جہاں مرضی پروردگار کا علم ہے، آگاہانہ اسی راہ پر چلیں اور جہاں اللہ کی مرضی کا علم نہیں، وہاں اپنی پاکیزہ فطرت کی آواز سنیں اور کسی چیز سے مت ڈریں، اللہ تعالی آپ کے کندھوں کو مضبوط کرے گا اور آپ کے کندھے اللہ تعالی کی امانت اٹھانے کے قابل ہوجائیں گے۔ آپ کا نام ایک عظیم شاہراہ کی طرح بڑا ہوجائے گا۔

حاج قاسم کی شان و شوکت اور بہت سی خصوصیات ان کے بچپن اور جوانی میں ہی دیکھی جاسکتی ہیں۔ سارے انسان ایسے ہی ہوتے ہیں؛ لیکن فن تو یہ ہے کہ زندگی کے اندر، نفسانی خواہشات و معصیت کے طوفانوں کے ہجوم میں، انسانی فطرت کے پاکیزہ پودے کا خیال رکھا جائے۔ دوسرے بہت سے افراد اور حاج قاسم کا فرق یہیں پر واضح ہوتا ہے۔ ان کی انسانی فطرت کے پاکیزہ پودے کی بخوبی آبیاری ہوئی۔

حاج قاسم نے اس کتاب میں، ہر قسم کی آلودگی سے پاک، غربت و محرومیت میں ڈوبی ہوئی اپنی سادہ زندگی، اسلامی انقلاب کی تحریک اور جدوجہد کے کے حالات بیان کئے ہیں۔

وہ وقت جو بچپن میں جب اپنے خاندان اور والدین کے ساتھ ٹھنڈے اور گرم علاقوں کے درمیان آمد و رفت میں مصروف رہے، اور وہ زمانہ جو انہوں نے اپنی نوجوانی کی ابتدا میں کرمان جیسے بڑے شہرمیں قدم رکھا اور وہ زمانہ جب پہلی بار انہوں نے شہنشاہ کے خلاف نعرے سنے کہ ان بقول ان کےلئے بہت زیادہ ارزشمند اور قیمتی تھے۔ ۱۹۷۷ میں جب امام رضاؑ کی زیارت کا شرف حاصل کیا اوراس سرچشمے سے متصل ہوئے۔

جب قاسم سلیمانی نے اپنی پاک فطرت، اپنے سادہ اور خیمہ نشین والدین کی نیک تربیت کی وجہ سے شیطانی وسوسوں کو رد کردیا تو اللہ تعالی نے ان کی حفاظت فرمائی اور زمانے کے حوادث و فتنوں کے طوفان میں انہیں اکیلا اور بے سہارا نہیں چھوڑا۔ گویا قاسم کی ساری زندگی بس یہی تھی۔ «من کان للہ کان اللہ لہ»۔

جو بھی اللہ کے ساتھ ہو، اللہ اس کے ہمراہ ہوتا ہے؛ جیسے کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: «وَالَّذينَ جاهَدوا فينا لَنَهدِيَنَّهُم سُبُلَنا[3]؛ اور جو ہماری راہ میں جہاد کرتے ہیں ہم انہیں ضرور اپنے راستے کی ہدایت کریں گے اور بتحقیق اللہ نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے»۔ انقلاب سے ایک سال قبل، خمینی سے ملاقات کے بعد، قاسم سلیمانی نے اپنی زندگی کا راستہ بدل دیا اور بندگی پروردگار کی رفتار میں کئی گنا اضافہ ہو گیا۔ نوجوان قاسم کی زندگی کو برق رفتاری عطا کرنے والے خمینی ہی تھے؛ اسی لیے انہوں نے اپنے آپ سے وعدہ کیا کہ وہ اپنی زندگی کے آخری لمحے تک خمینی کے سپاہی رہیں گے اورجب تک وہ زندہ رہے اپنے وعدے پر قائم رہے۔ آپ نے ضرب المثل سنی ہے کہ سر چلا گیا؛ لیکن عہد کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوٹا۔ قاسم کا سر واقعی چلا گیا؛ لیکن عہد کا دامن نہیں چھوٹا۔۔

۳۔ عنکبوت/۶۹۔

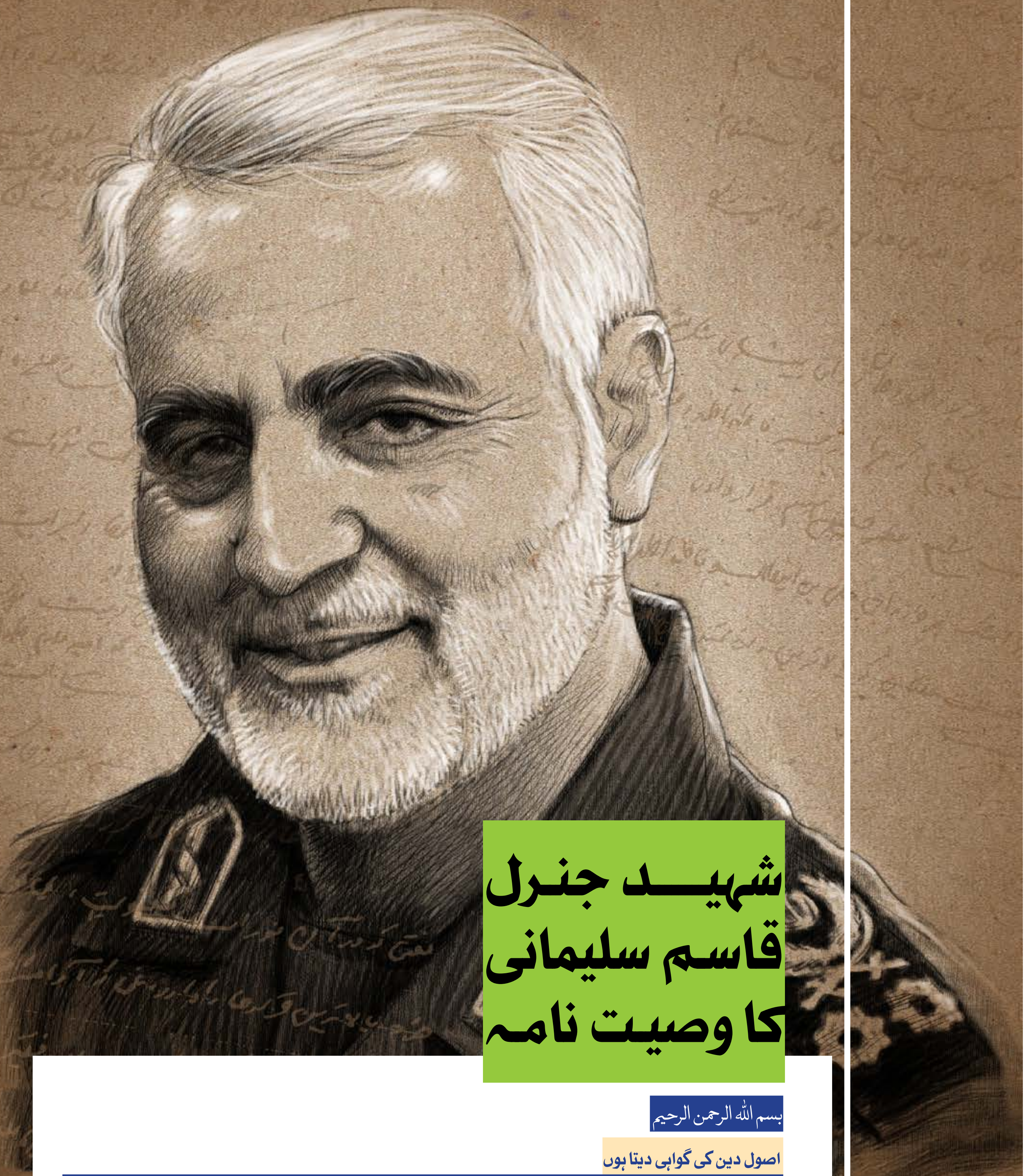

شہید جنرل قاسم سلیمانی کا وصیت نامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصول دین کی گواہی دیتا ہوں

اشهد أن لا اله الّا اللّٰه و اشهد أنّ محمداً رسول اللّٰه و اشهد أنّ امیرالمؤمنین علی بن ابیطالب و اولاده المعصومین اثنی عشر ائمتنا و معصومیننا حجج اللّٰه.

میں گواہی دیتا ہوں کہ قیامت برحق ہے۔ قرآن حق ہے۔ جنت اور جہنم حق ہے۔ سوال اور جواب حق ہے۔ قیامت، عدل، امامت، نبوت برحق ہے۔

اللہ کی نعمتوں کا شکر

یااللہ میں تیری عطا کی ہوئی ہر نعمت پر شکر ادا کرتا ہوں، یا اللہ! میں تیرا شکر ادا کرتا ہوں کہ تونے مجھے ایک صلب سے دوسرے صلب، ایک صدی سے دوسری صدی اور پھر اصلاب سے منتقل کرتے ہوئے ایک ایسے وقت میں ظہور و وجود عطا فرمایا کہ جس میں میں تیرے ایک عظیم المرتبت، معصومین سے قربت رکھنے والے ولی اور عبد صالح خمینی کبیر کو درک کر سکوں اور اُن کی رکاب میں ایک سپاہی بن سکوں- اگر میں تیرے رسول اعظم محمد مصطفیٰ ﷺ کا صحابی بننے کی توفیق حاصل نہ کرسکا اور اگر میں علی بن ابی طالب ؑ اور اُن کی مظلوم و معصوم اولاد کی مظلومیت کے دور میں اُن کے ہمراہ نہ ہوسکا؛ لیکن تو نے مجھے اُنہی کی راہ پر قرار دیا، جس راہ پر چلتے ہوئے انہوں نے اپنے خالق و مالک کے سامنے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا-

یا اللہ میں تیرا شکرگزارہوں کہ تو نے اپنے عبد صالح خمینی کے بعد مجھے اپنے ایک اور عبد صالح سے ملا دیا کہ جس کی مظلومیت اس کی صالحیت سے زیادہ بڑی ہے، ایسا مرد جو اس زمانے میں اسلام، شیعیت، ایران اور اسلام کی سیاسی دنیا کا حکیم و مدبر ہے؛ یعنی محترم و عزیز، خامنہ ای میری جان ان پر فدا ہو-

پروردگارا! تیرا شکر کہ تو نے مجھے اپنے بہترین بندوں سے ملادیا اور مجھے یہ توفیق دی کہ میں ان کے بہشتی رخساروں کے بوسے لے سکوں اورعطرالٰہی کی مہک کو سونگھ سکوں؛ یعنی تو نے مجھے شہداء اور مجاہدین کا راستہ اور ہم نشینی عنایت فرمایا-

اے خدائے قادر و توانا، اے رحمان و رزاق، میں اپنی پیشانی بصد شکر تیرے آستانے پر رکھتا ہوں کہ تو نے مجھے فاطمہ الزہرا ؑ اور ان کے فرزندوں کی راہ میں مذہب تشیع جو اسلام کا حقیقی چہرہ ہے، میں قرار دیا اور مجھے علی بن ابی طالب کے فرزندوں پر گریہ کرنے کی توفیق مرحمت فرمائی جو بلا شبہ تیری عظیم اور گرانبہا نعمتوں میں سے ہے، ایسی نعمت جو نورانیت اور معنویت کی حامل ہے، ایسی بے قراری جس میں سب سے بڑھ کر قرار ہے، ایسا غم کہ جس میں سکون اور روحانیت ہے-

یااللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے مجھے غریب مگردیندار اور اہل بیت ؑ کے متوالے والدین عنایت کئے جو ہمیشہ پاکیزہ راستے پر چلے- میں تجھ سے کمال عاجزی کے ساتھ دعا گو ہوں کہ ان دونوں کو جنت میں اپنے اولیاء کا جوار نصیب فرما اورمجھے آخرت میں ان کی ہم نشینی عنایت کر-

عفو و بخشش کا امیدوار

خدایا میں تیری عفو و بخشش کا امید وار ہوں اے خداوند عزیز اور اے لا شریک اے حکمت والے خالق، میں میرا ہاتھ خالی میں ، میری جھولی خالی ہے، میرے پاس زاد سفر نہیں صرف تیری بخشش و عفو کے بھروسے پر تیرے حضور آتا ہوں- میرے پاس زاد راہ نہیں؛ کیونکہ فقیر شاہوں کے پاس جائے تو کسی برگ و بار کی کیا حاجت؟!میری جھولی تیرے فضل وکرم کی امید سے پر ہے، آنکھیں موندیں تیرے پاس آتا ہوں- تمام تر گناہوں اور ناپاکیوں کے باوجود ان آنکھوں میں ایک قیمتی سرمایہ ہے، ایک خزانہ ہے اور وہ ہے امام حسین بن فاطمہ ؑ پر بہائے ہوئے اشک، اہل بیت اطہار ؑ پر بہائے ہوئے آنسوؤں کے موتی، مظلوموں، یتیموں اور ظالموں کے ہاتھوں اسیر بے دفاعوں کے دفاع میں بہائے ہوئے اشکوں کے گوہر»

اللہ کے حضور پیش کرنے کوکچھ نہیں!

«خدایا میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے؛ میرے ہاتھوں میں پیش کرنے کو کچھ ہے نہ ہی اپنے دفاع کی طاقت ہے- لیکن میں نے اپنے ہاتھوں میں ایک چیز ذخیرہ کیا ہے اور اسی ذخیرہ سے میری امید وابستہ ہے اور وہ ہے ہمیشہ تیری طرف پھیلائے رکھنا- یعنی جب میں نے ان کو تیری بارگاہ میں دراز کیا، جب میں نے ان کو تیری خاطر زمین یا اپنے زانوؤں پر رکھا، جب تیرے دین کے دفاع کے لئے ان سے اسلحہ اٹھایا یہ سب میرا ان ہاتھوں کا سرمایہ ہے جس کے لئے میں امید کرتا ہوں کہ تو نے اس کو قبول کیا ہوگا-

پل صراط

خدا یا میرے پاوں سست ہیں، ان میں جان نہیں ہے-ان میں پل صراط کو عبور کرنے کی جرئت نہیں ہے- عام پلوں پر میرے پیر لرز اٹھتے ہیں تو وای ہے مجھ پر کہ پل صراط تو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے؛ مگر ایک امید مجھے خوشخبری سناتی ہے کہ شاید میرے قدموں میں لرزش نہ آئے، ممکن ہے کہ میں نجات پاؤں اور وہ یہ کہ میں ان پیروں سے تیرے حرم میں داخل ہوا ہوں اور تیرے گھر کا طواف کیا ہے، تیرے اولیا کے حرموں میں، بین الحرمین یعنی تیرے حسین اور عباس کے حرم کے درمیان برہنہ چلا ہے- میں نے ان پیروں کو طویل مورچوں میں خم کیے رکھا ہے اور تیرے دین کے دفاع کے لئے ان پیروں سے دوڑدھوپ کی ہے- تیرے دین کے لئے تگ و دو کی ہے، رویا ہے اور رلایا ہے، ہنسا ہے اور ہنسایا ہے، گرا بھی ہوں اٹھا بھی ہوں- رینگا ہوں، اچھلا ہوں، مجھے امید ہے کہ تودوڑدھوپ اور تگ و دو کے طفیل اور ان حرموں کی حرمت کی خاطر میرے پیروں پر رحم فرمائے گا.

میری جنت تیرا قرب

خدایا میرا سر، میری عقل، میرے لب، میری قوت شامہ، میرے کان، میرا دل، میرے تمام اعضاء جوارح تیرے فضل و کرم سے آس لگائے بیٹھے ہیں- یا ارحم الراحمین! مجھے قبول کرلے، پاکیزہ بنا کر قبول کر لے، اس طرح سے مجھے اپنالے کہ تیرے دیدار کے قابل ہو جاؤں- میں تیرے دیدار کے علاوہ کچھ نہیں چاہتا، اے اللہ، میری جنت تیرا قرب و جوار ہے» -اے خدا میں اپنے دوستوں کے قافلہ سے پیچھے رہ گیا ہوں اے خدائے توانا- عرصہ ہواکہ میں اس کاروان سے پیچھے رہ گیا ہوں جس کی طرف مسلسل دوسروں کو روانہ کر رہا ہوں؛ لیکن تو اس سے بخوبی آگاہ ہے کہ میں نے ان دوستوں کے ناموں

کو ہمیشہ یاد رکھا ہے۔ صرف ذہن میں ہی نہیں؛ بلکہ اپنے دل اور آنکھوں میں ان کی یاد بسائے رکھی ہے اور انہیں آنسوں اور آہوں کے ساتھ یاد رکھا ہے۔

وصال کی آرزو

اے جان جاں! میرا جسم علیل ہو رہاہے؛ کس طرح ممکن ہے کہ جو چالیس سال سے تیرے در پر کھڑا ہو اسے قبول نہ کرے؟! میرے خالق، میرے محبوب، میرے معشوق، میں نے ہمیشہ تجھ سے یہی چاہا ہے کہ میرے وجود کو اپنے عشق و محبت سے بھردے، اپنے فراق کی آگ میں مجھے جلا کرمیری جان لے لے۔ میرے عزیز! میں قافلہ عشق سے پیچھے رہ جانے کی رسوائی کے سبب اور اس قافلہ سے ملحق ہونے کی بے قراری میں بیابانوں کی خاک چھان رہا ہوں۔ ایک امید ایک آس پر اس شہر سے اس شہر، اس صحرا سے اس صحرا، سردیوں اور گرمیوں میں محو سفر ہوں۔

اے کریم، اے حبیب، میں نے تیرے کرم سے لو لگائی ہے، تو خود جانتا ہے کہ میں تیرا عاشق ہوں۔ تو بہتر جانتا ہے کہ تیرے سوا کسی کو نہیں چاہتا پس مجھے اپنا وصال نصیب فرما۔ خدایا ایک وحشت نے میرے وجود پر قبضہ کیا ہوا ہے۔ میں اپنے نفس کو مہار کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اے خدا مجھے رسوا نہ کرنا۔ اس ہستیوں کی خاطر جن کی حرمت کو تو نے خود پر واجب کر لیا ہے، اس حرمت کے زائل ہونے سے قبل جو ان کے حرمہائے مطہر پر حرف آنے کا سبب بنے، مجھے اس قافلہ سے ملا دے جو تیری جانب آیا ہے۔ میرے معبود، میرے عشق و معشوق، میں تیرا عاشق ہوں۔ میں نے بارہا تجھے دیکھا ہے، تجھے محسوس کیا ہے، مجھ میں تجھ سے جدا رہنے کی تاب نہیں ہے۔ بہت ہو چکا، بس اب مجھے قبول کرلے مگر اس طرح کہ میں تیرے لائق رہوں))

ایران اسلام اور تشیع کا مرکز

تمام عالم کے میرے مجاہد بہن بھائیو!، اے وہ افراد جنھوں نے اپنے سر خدا کی راہ میں دے دئیے ہیں اور اپنی جانیں اپنی ہتھیلیوں پر رکھے بازار عشق میں بیچنے چلے آئے ہیں، توجہ فرمائیں۔ اسلامی جمہوریہ، اسلام اور تشیع کا مرکز ہے۔

اس وقت امام حسین علیہ السلام کا میدان، ایران ہے۔ جان لیجئے کہ اسلامی جمہوریہ ے، اگر یہ حرم محفوظ ہے تو دوسرے حرم بھی محفوظ ہ ن اس حرم کو تباہ کرنے میں کامیاب ہوجائے تو کوئی حرم باقی نہیں بچے گا۔ نہ حرم ابراہیمی، نہ حرم محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔))

رہبر و رہنما کی ضرورت

میرے بہن بھائیو! عالم اسلام کو ہمیشہ رہبر کی ضرورت ہے، ایسا رہبر و رہنما جو شرعی اور فقہی اعتبار سے معصوم سے متصل ہو، آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ دنیا کے زاہد ترین، پاک و پاکیزہ عالم دین، جنھوں نے دنیا کو ہلا کر رکھ دیا، اسلام کو زندہ کیا، یعنی ہمارے پاک و مطہر اور عظیم خمینی، ولایت فقیہ کو اُمت کی نجات کا واحد نسخہ قرار دیتے ہیں؛ لہذا آپ چاہے بعنوان شیعہ اس پر دینی اعتقاد رکھتے ہیں یا اہل سنت ہوتے ہوئے عقلی اعتقاد رکھتے ہیں، جان لیں کہ ہر قسم کے اختلاف سے دور رہتے ہوئے، اسلام کی نجات کے لیے خیمہ ولایت کو مت چھوڑیں۔ یہ خیمہ، رسول اللہ ؐ کا خیمہ ہے ۔ دنیا کی ایران سے دشمنی کا سبب اور بنیاد یہی ہے کہ وہ اس خیمہ کو آگ لگا کر ویران کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے گرد اکٹھے ہوجاؤ۔ واللہ واللہ واللہ، اگر اس خیمہ کو نقصان پہنچا تو بیت اللہ الحرام، مدینۃ حرم رسول اللہ، نجف، کربلا، کاظمین، سامرا اور مشہد باقی نہیں رہیں گے؛ قرآن کو نقصان پہنچے گا۔

ایرانی بہن بھائیوں سے خطاب

اے میرے عزیز ایرانی بہن بھائیو! اے سربلند اور پُرافتخار لوگو! آپ پر میری جان اور مجھ جیسوں کی جان، ہزار مرتبہ نثار ہو، جیسے تم لوگوں نے ہزاروں جانیں اسلام اور ایران پر قربان کی ہیں۔ اس اصول کی حفاظت کرنا، اصول؛ یعنی ولی فقیہ، خاص طور پر اس حکیم، مظلوم اور دین، فقہ، عرفان اورمعرفت میں ممتاز، عزیز خامنہ ای کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھنا۔ اس کے احترام کو مقدسات میں سے شمار کرنا۔

محترم بہن بھائیو!

آج اسلامی جمہوریہ ایران اپنے بہترین دور سے گزر رہا ہے۔ جان لیں! یہ اہم نہیں ہے کہ دشمن آپ کو کس نگاہ سے دیکھتا ہے۔ دشمن آپ کے پیغمبر ؐ کو کس نگاہ سے دیکھتا تھا؟ اور دشمنوں نے پیغمبر خدا اور ان کی اولاد کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ کیسے کیسے الزامات لگائے؟ اُن کی پاک آل کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟ لہذا دشمنوں کا مذمت کرنا اور برائی کرنا، اور دشمنوں کا دباؤ، تمہیں آپس میں اختلافات سے دو چار نہ کردے۔

ایران اسلام کا خدمت گزار

جان لیں! جیسا کہ آپ جانتے ہیں، امام خمینی کا اہم ترین ہنر یہ تھا کہ پہلے اسلام کو ایران کا پشت پناہ بنایا اور پھر ایران کو اسلام کی خدمت کے لئے پیش کردیا۔ اگر اسلام نہ ہوتا، اگر اس قوم پر اسلامی روح حاکم نہ ہوتی تو صدام ایک خونخوار درندے کی طرح اس ملک کو چھیڑ پھاڑ کر رکھ دیتا اور امریکا بھی آوارہ کتے کی طرح ایسا ہی کام کرتا۔ لیکن امام خمینی کا ہنر یہ تھا کہ انہوں نے اسلام کو ہ ہمارے لئے پناہ گاہ بنا دیا۔ عاشورا، محرم، صفر اور ایام فاطمیہ کو اس قوم کا پشت پناہ بنا دیا۔ انہوں نے انقلاب کے اندر کئی انقلابات پیدا کیے۔ اسی بنا پر ہر دور میں آپ، ایرانی قوم، ایرانی سرزمین اور اسلام پر قربان ہونے کے لیے ہزاروں جانثار سینہ سپر رہے ہیں اور انہوں دنیا کی سب سے بڑی مادی طاقتوں کو ذلیل و خوارکردیا ہے۔ میرے عزیزو! لہذا اصول میں اختلاف نہ کرنا۔

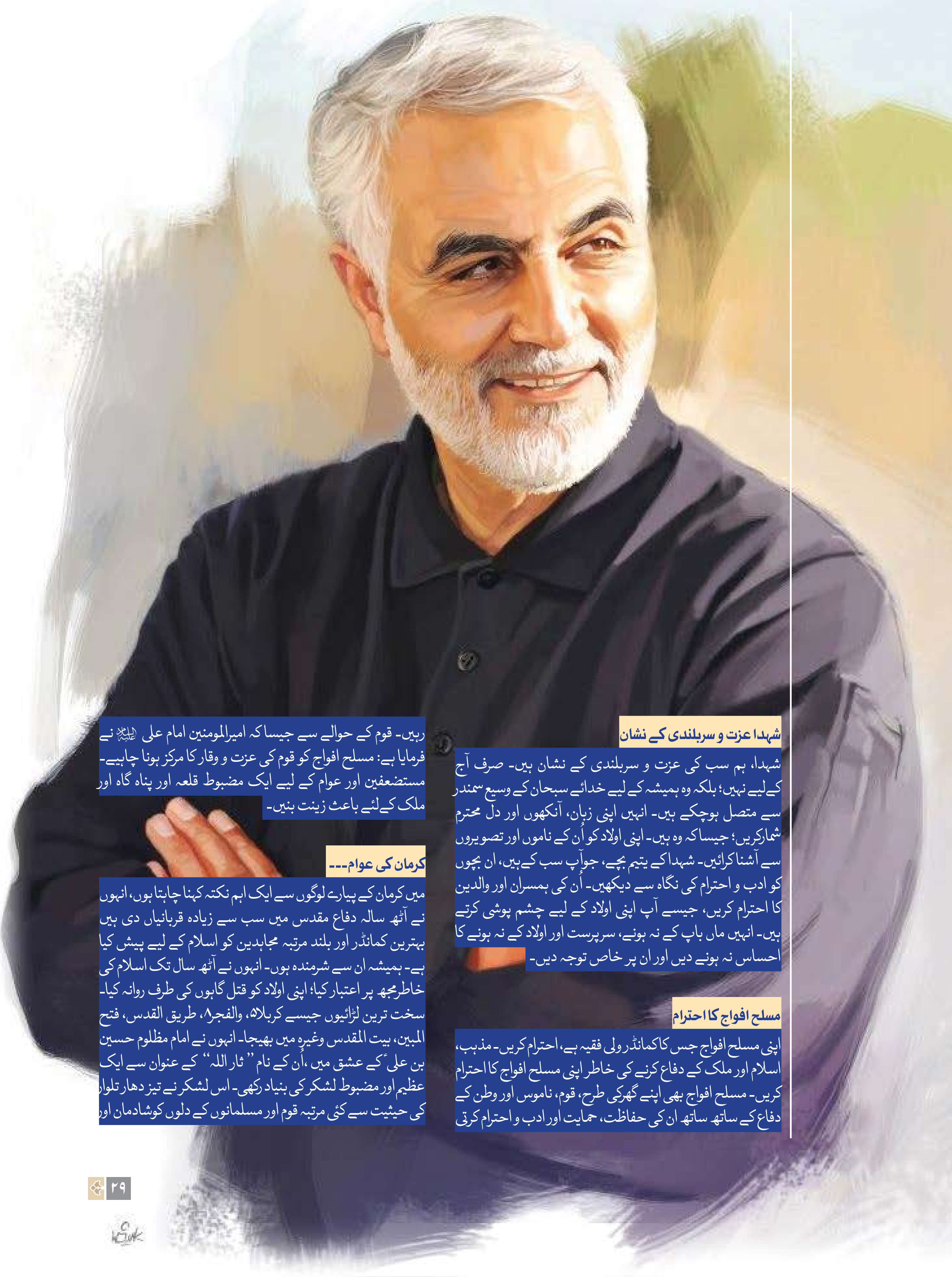

شہدا عزت و سربلندی کے نشان

شہدا، ہم سب کی عزت و سربلندی کے نشان ہیں۔ صرف آج کےلیے نہیں؛ بلکہ وہ ہمیشہ کے لیے خدائے سبحان کے وسیع سمندر سے متصل ہوچکے ہیں۔ انہیں اپنی زبان، آنکھوں اور دل محترم شمارکریں؛ جیساکہ وہ ہیں۔ اپنی اولاد کو اُن کے ناموں اور تصویروں سے آشنا کرائیں۔ شہدا کے یتیم بچے، جوآپ سب کےہیں، ان بچوں کو ادب و احترام کی نگاہ سے دیکھیں۔ اُن کی ہمسران اور والدین کا احترام کریں، جیسے آپ اپنی اولاد کے لیے چشم پوشی کرتے ہیں۔ انہیں ماں باپ کے نہ ہونے، سرپرست اور اولاد کے نہ ہونے کا احساس نہ ہونے دیں اور ان پر خاص توجہ دیں۔

مسلح افواج کا احترام

اپنی مسلح افواج جس کا کمانڈر ولی فقیہ ہے، احترام کریں۔ مذہب، اسلام اور ملک کے دفاع کرنے کی خاطر اپنی مسلح افواج کا احترام کریں۔ مسلح افواج بھی اپنے گھرکی طرح، قوم، ناموس اور وطن کے دفاع کے ساتھ ساتھ ان کی حفاظت، حمایت اور ادب و احترام کرتی رہیں۔ قوم کے حوالے سے جیسا کہ امیرالمومنین امام علی علیہ السلام نے فرمایا ہے: مسلح افواج کو قوم کی عزت و وقار کا مرکز ہونا چاہیے۔ مستضعفین اور عوام کے لیے ایک مضبوط قلعہ اور پناہ گاہ اور ملک کےلئے باعث زینت بنیں۔

کرمان کی عوام---

میں کرمان کے پیارے لوگوں سے ایک اہم نکتہ کہنا چاہتا ہوں، انہوں نے آٹھ سالہ دفاع مقدس میں سب سے زیادہ قربانیاں دی ہیں بہترین کمانڈر اور بلند مرتبہ مجاہدین کو اسلام کے لیے پیش کیا ہے۔ ہمیشہ ان سے شرمندہ ہوں۔ انہوں نے آٹھ سال تک اسلام کی خاطرمجھ پر اعتبار کیا؛ اپنی اولاد کو قتل گاہوں کی طرف روانہ کیا۔ سخت ترین لڑائیوں جیسے کربلا۵، والفجر۸، طریق القدس، فتح المبین، بیت المقدس وغیرہ میں بھیجا۔ انہوں نے امام مظلوم حسین بن علیؑ کے عشق میں ،اُن کے نام ''ثار اللہ'' کے عنوان سے ایک عظیم اور مضبوط لشکر کی بنیاد رکھی۔ اس لشکر نے تیز دھار تلوار کی حیثیت سے کئی مرتبہ قوم اور مسلمانوں کے دلوں کوشادمان اور

اُن کے چہروں سےاداسی دور کیا ہے۔

عزیزو! میں آج تقدیر الٰہی سے آپ سے بچھڑ گیا ہوں اور آپ کےدرمیان نہیں ہوں۔ میں آپ کو اپنی اولاد، اپنے والدین اور اپنے بہن بھائیوں سے زیادہ چاہتا ہوں؛ کیونکہ میں ان سے زیادہ تمہارے ساتھ تھا؛جبکہ میں اُن کے وجود کا حصہ تھا اور وہ میرے وجود کا حصہ تھے؛ لیکن انہوں نے بھی قبول کر لیا تھا کہ میں اپنے وجود کو آپ پر اور ایرانی قوم پر نثار کردوں۔ میری خواہش ہے کہ کرمان ہمیشہ اور آخر تک ولایت کے ساتھ کھڑا رہے۔ یہ ولایت، ولایت علی بن ابی طالب ہے ۔ اس کا خیمہ، فاطمہ کے لعل حسین کا خیمہ ہے۔ اس کا طواف کرو۔ آپ سب سے مخاطب ہوں۔ جانتے ہو کہ میں نے اپنی زندگی میں سیاست سے زیادہ، انسانیت، احساسات اور فطرت کو پرکھا ہے؟ میں آپ سب سے مخاطب ہوں کہ آپ مجھے اپنا سمجھتے ہیں، اپنا بھائی اور اپنا بیٹا سمجھتے ہیں۔

میں آپ کو وصیت کرتا ہوں کہ اس وقت اسلام کو تنہا نہ چھوڑیں جو اسلامی انقلاب اور اسلامی جمہوریہ سے وابستہ ہے۔ اسلام کے دفاع کے لیے ذہانت اور خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔ سیاسی مسائل میں جہاں اسلام، اسلامی جمہوریہ، مقدسات اور مذہبی اختیارات کی بات کی جاتی ہے، یہ خدا کے رنگ ہیں؛ اللہ کے رنگ کو کسی بھی رنگ پر ترجیح نہ دیں۔

شہداء کے لواحقین...

میرے فرزندو! میری بیٹیو، میرے بچو، شہدا کے بچو، شہدا کے والدین، اے ہمارے ملک کے روشن چراغو، میری بہنو، میرے بھائیو، شہدا کی وفادار اور دیندار بیویو! اس دنیا میں، میں ہر روز جس آواز کو سنتا تھا اور اس سے میں مانوس تھا، وہ آوازیں جو مجھے تلاوت قرآن کی طرح سکون دیتی تھیں، جنہیں میں اپنے لیے روحانی غذا تصور کرتا تھا، وہ شہدا کے بچوں کی آوازیں تھیں۔ جن میں سے کچھ آوازیں جنہیں میں روزانہ سننا چاہتا تھا، وہ شہدا کے والدین کی آوازیں تھیں؛ کیونکہ میں اِن میں اپنے ماں باپ کو محسوس کرتا تھا۔

میرے عزیزو! جب تک آپ اس قوم کے سپوت ہیں، اپنی قدر کریں۔ اپنے شہیدوں کو اپنے اندر جلوہ گر کرلیں۔ اس طرح کہ جب کوئی آپ کو دیکھے تو شہید باپ یا شہید بیٹے کو آپ کے اندر احساس کرے، اُسی روحانیت، پاکیزگی اور خصوصیات کے ساتھ ۔

میراجنازہ شہدا کے بچے اٹھائیں

میری خواہش ہے کہ اگر میری گردن پرآپ کا کوئی حق ہے تو مجھے حلال کر دیں اور مجھے معاف کر دیں۔ میں آپ میں سے بہت سوں اور شہدا کے خاندانوں کا حق ادا نہیں کرسکا۔ اس پر میں استغفار بھی کرتا ہوں اور آپ سے معافی کا طلبگار بھی ہوں۔ میری خواہش ہے کہ شہدا کے بچے میرے جنازے کو کندھا دیں۔ شاید اُن کے پاک ہاتھ میرے جنازے کے ساتھ لگنے سے اللہ تعالی کی عنایات میرے شامل حال ہوجائیں۔

ملکی سیاستدانوں سے مخاطب

ملک کے سیاستدانوں سے ایک مختصر بات کہنا چاہتا ہوں۔ وہ جو خود کو اصلاح طلب کہتے ہیں یا وہ جو خود کو اصول گر شمار کرتے ہیں۔ آپ سے گزارش ہے کہ میں چند موقعوں پر سخت تکلیف میں رہا کرتا تھا، جن میں ہم خدا، قرآن اور اقدار کو بالکل بھول جاتے ہیں؛ بلکہ قربان کردیتے ہیں۔ میرے محترم! آپ کسی بھی میدان میں رقابت طلبی کریں، کچھ بھی بحث و مباحثہ کریں؛ لیکن اگر آپ کے عمل، کلام یا جھگڑوں کی وجہ سے یا کسی بھی حوالے سے دین و انقلاب کمزور پڑتے ہیں تو خبردار رہیں کہ آپ سے نبی مکرم اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور شہدائے اسلام ناراض ہوں گے وہ آپ پر غضبناک ہوں گے۔ حدیں پار نہ کریں حدود میں رہیں۔ اگر چاہتے ہو کہ اکٹھے رہو تو اس کی شرط "اتفاق" اور کچھ اصولوں کی پاسداری ہے۔ یہ اصول کوئی لمبے چوڑے اصول نہیں ہیں؛ بلکہ کچھ خاص باتیں ہیں:

پہلا اصل یہ ہے کہ ولایت فقیہ پرعملی اعتقاد رکھیں؛ یعنی دل و جان کے ساتھ اُن کی نصیحت کو سنیں، نیز حقیق، شرعی اور علمی طبیب کی حیثیت سے اُن کی نصیحتوں اور ہدایات پر بھرپور عمل کریں۔ اسلامی جمہوریہ ایران میں اگر کوئی کسی عہدے کو حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کی بنیادی شرط یہی ہے کہ وہ ولایت فقیہ پر سچا اعتقاد رکھتا ہو اور اس پر عمل کرتا ہو۔ میں نہ کہتا ہوں کہ ولایت تھیئوری نہ کہتا ہوں کہ ولایت قانونی ۔ ان میں سے دونوں، وحدت کی مشکل کو حل نہیں کرتیں۔ قانونی ولایت، عام لوگوں، مسلمان ہوں یا غیر مسلمان، سب کے لیے ہے؛ لیکن عملی ولایت خاص ہے، ان عہدیداروں کےلیے جو اس ملک کی بھاری ذمہ داری کو اپنے کندھوں پر اٹھانا چاہتے ہیں وہ بھی ایک مسلمان ملک، اتنے زیادہ شہدا کا ملک !!

اسلامی جمہوریہ ایران اور اس کی بنیاد پرعملی اورسچےاعتقاد کےساتھ اخلاقیات، اقدار اور اپنی ذمہ داریوں سے آگاہی بھی ضروری ہے۔ قوم و ملت کے متعلق ذمہ داری ہو یا اسلام ہو، ہر طرح کی ذمہ داری پاک طینت، معتقد اور عوامی خدمت گزار لوگوں کے ہاتھ میں ہونی چاہیے۔ نہ کہ ایسے افراد کے ہاتھ میں جو گاؤں کے دسترخوان پر پہنچ کر بھی پرانے گھر کی یاد تازہ کردیں۔

فساد سے مقابلہ کریں اور کرپشن اور عیش و عشرت سے دور رہیں۔ اپنے دور حکومت میں یا کسی بھی عہدے پر ہوتے ہوئے، لوگوں کا احترام اور اُن کی خدمت کو عبادت سمجھ کر کریں۔ حقیق خادم بنیں، خود کو ایک سچا خدمتگار اور اقدار کو نافذ کرنے والا بنائیں۔ بے بنیاد بہانوں کے ساتھ اقدار کو پامال نہ کریں۔

تمام حکام اور سرکاری عہدیدار معاشرے کے شفیق باپ کی طرح اپنی ذمہ داریاں نبھائیں، معاشرے کی تربیت اور حفاظت پر خاص توجہ دیں۔ صرف ووٹ حاصل کرنے کی خاطر ایک مختصر عرصہ میں لوگوں کے احساسات کے ساتھ نہ کھیلیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ایسی اخلاقیات کی حمایت کریں، جن کی وجہ سے معاشرے میں طلاق اور فساد کی شرح میں اضافہ ہو جائے اور خاندان

ٹوٹ جائیں۔ خاندانوں کے مضبوطی سے جڑے رہنے اور ٹوٹنے میں حکومتوں کا اہم کردار ہوا کرتا ہے۔ اگر اصول کی پاسداری کی جائے تو پھر ہم سب رہبر، اسلامی انقلاب اور اسلامی جمہوریہ ایران کی راہ پر ہیں اور اسی اصول کی بنیاد پر بہترین اور صالح شخص کے انتخاب کے لیے میدان رقابت سجیں گے۔

فوجی افسران اور سپاہیوں سے خطاب ---

میں اپنے عزیز، جانثار اور مجاہد فوجی سپاہیوں کے نام ایک مختصر پیغام دینا چاہتا ہوں۔ کمانڈروں کے انتخاب میں شجاعت اور بحرانوں پر قابو پانے کی صلاحیت کو معیار قرار دیں۔ واضح ہے کہ ولایت کی طرف اشارہ نہیں کر رہا؛ چونکہ مسلح افواج میں ولایت جزو نہیں ہے؛ بلکہ مسلح افواج کے بقا کی بنیاد ہی ولایت ہے۔ یہ بنیادی اور خلل ناپذیر شرط ہے۔ دوسرا نکتہ یہ ہے کہ موقعہ محل پر اور بروقت دشمن کی شناخت کرنا، اس کے مقاصد و اہداف اور منصوبوں تک پہنچنا نیز بروقت فیصلہ کرنا اور اس پر فوری عمل کرنا۔ اگر ان میں سے کچھ بھی وقت پر نہ ہوگا تو آپ کی کامیابی پر اس کے گہرے اثرات مترتب ہونگے۔

علمائے کرام اور مراجع کے نام

چالیس سال سے محاذ پر موجود ایک سپاہی کی عظیم الشان اور کرانقدر علمائے کرام اور مراجع عظام جوکہ معاشرے کی روشنی کا باعث اور تاریکیوں کو دور کرنے کا سبب ہیں، سے مختصر عرض ہے۔ مراجع عظام عزیز! آپ کے ایک سپاہی نے اپنی چوکی سے یہ دیکھا ہے کہ اگر اس نظام کو نقصان پہنچا تو دین اور وہ تمام اقدار، جن کو بچانے کی خاطر آپ نے حوزہ ہائے علمیہ میں اپنی ہڈیوں تک کو پھگلا دیں ہیں، دن رات زحمتیں اور تکلیفیں اٹھائی ہیں، سب کچھ ختم ہو جائے گا۔

یہ دور گزشتہ تمام ادوار سے مختلف ہے؛ اگر اس مرتبہ پہلے والے لوگ مسلط ہوگئے تو اسلام میں سے کچھ بھی باقی نہیں بچے گا۔ لہٰذا صحیح راستہ انقلاب، اسلامی جمہوریہ ایران اور ولی فقیہ کی بلا مشروط حمایت ہے۔ آپ جو اُمید اسلام ہیں، کہیں کوئی آپ کو مختلف حوادث کے دوران ملاحظات و تحفظات کی طرف نہ دھکیل دے۔ آپ سب امام راحل سے محبت کرتے تھے اور اُن کے راستے پر اعتقاد رکھتے تھے؛ راہ امام یہی ہے کہ ولایت فقیہ کے پرچم تلے امریکہ سے مقابلہ کیا جائے، اسلامی جمہوریہ ایران کی حمایت و تائید، نیز استکباری ظالمانہ نظام میں زندگی گزارنے والے مسلمانوں کی حمایت کی جائے۔

میں نے اپنی ناقص عقل سے سمجھا اور دیکھا ہے کہ بعض خناس لوگوں کی کوشش تھی اور ہے کہ مراجع اور معاشرے کے موثرعلما کو اپنی گمراہ کن باتوں کے ذریعے حق سے چشم پوشی کرتے ہوئے غیرجانبداری اور سکوت کی طرف دھکیل دیں؛ جبکہ حق واضح ہے؛ جمہوریہ، اس کی اقدار اور ولایت فقیہ، امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کی میراث ہے اور ہر صورت میں ان کی بھرپور حمایت کی جانی چاہیے۔ میں حضرت آیت اللہ العظمیٰ خامنہ ای کو بہت مظلوم اور اکیلا دیکھ رہا ہوں۔ انہیں آپ کی ہمراہی اور مدد کی ضرورت ہے۔ آپ حضرات ان کے ساتھ مل کر، اپنے بیانات، اپنی ملاقاتوں اور اپنی حمایت کے ذریعہ معاشرے کو صحیح جہت دیں۔ اگر اس انقلاب کو نقصان پہنچا تو حالات حتیٰ ملعون شاہ کے دور سے بھی نہ صرف بدتر؛ بلکہ استکبار کی کوشش ہوگی کہ الحاد و کفر اور گمراہی رائج کر دے، جہاں سے واپسی کا کوئی راستہ باقی نہیں بچے گا۔ میں آپ کے مبارک ہاتھوں پر بوسہ دیتا ہوں اور ان عرائض و جسارت پر معذرت چاہتا ہوں۔ میں چاہتا تھا کہ خود آپ کی خدمت میں شرف یاب ہو کر ان عرائض کو پیش کرتا؛ لیکن توفیق حاصل نہیں ہوسکی۔ آپ کا سپاہی اور دست بوسی کا خواہش مند

سب سے معافی کا طلبگار

میں اپنے پڑوسیوں، دوستوں اور تمام ساتھیوں سے معافی کا طلبگار ہوں۔ لشکر «ثار اللہ» کے مجاہدوں، «قدس» بریگیڈ جوکہ دشمن کی آنکھ کا کانٹا اور اُن کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ ہے، کے سب دوستوں سے عفو و درگزر کی درخواست ہے، خاص طور پر اُن سے جنھوں نے برادرانہ طور پرمیری مدد کی ہے۔

نہیں ہوسکتا کہ میں جناب حسین پور جعفری کا ذکر نہ کروں، جو اپنے بیٹے کی طرح خیر خواہانہ اور مشفقانہ میری مدد کیا کرتے تھے اور میں ان سے اپنے بھائیوں کی طرح پیار کرتا تھا، میں ان کے گھر والوں سے بھی معافی کا طلب گار ہوں۔ اسی طرح اپنے تمام سپاہی مجاہد بھائیوں سے بھی معافی چاہتا ہوں، جنہیں میں نے زحمت میں ڈالا۔ البتہ تمام قدس بریگیڈ کے دوست مجھ سے خاص برادرانہ محبت رکھتے تھے، مدد کرتے تھے۔ آخر میں دوست عزیز جناب سردار قاآنی کا شکر گزار اور ان سے معافی کا طلبگار ہوں، جنھوں نے مجھے صبر و تحمل کے ساتھ برداشت کیا۔

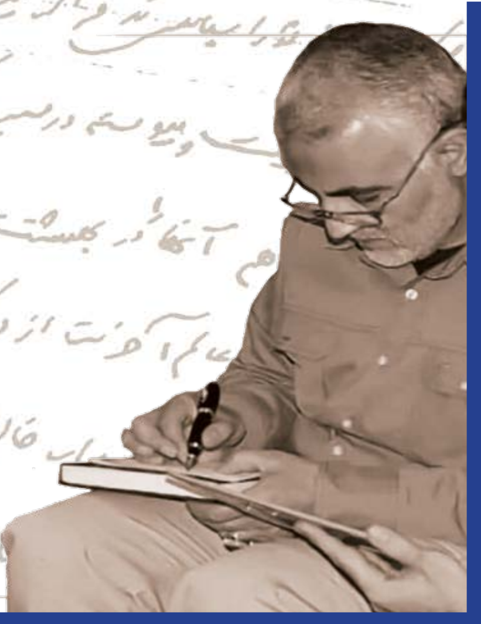

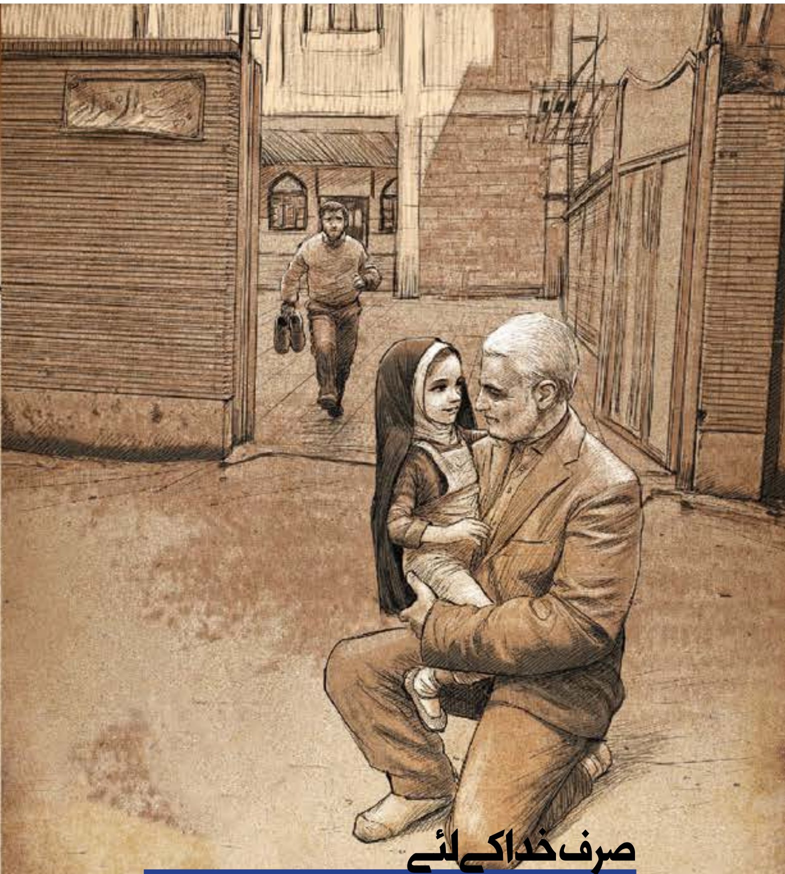

صرف خدا کے لئے

ننگے پاوں چل پڑے؛ تاکہ شہید کی بیٹی سے مل سکے؛ جب تک ہم ان کے جوتے لیکر ان تک پہنچتے وہ شہید کی بیٹی تک پہنچ چکے تھے۔

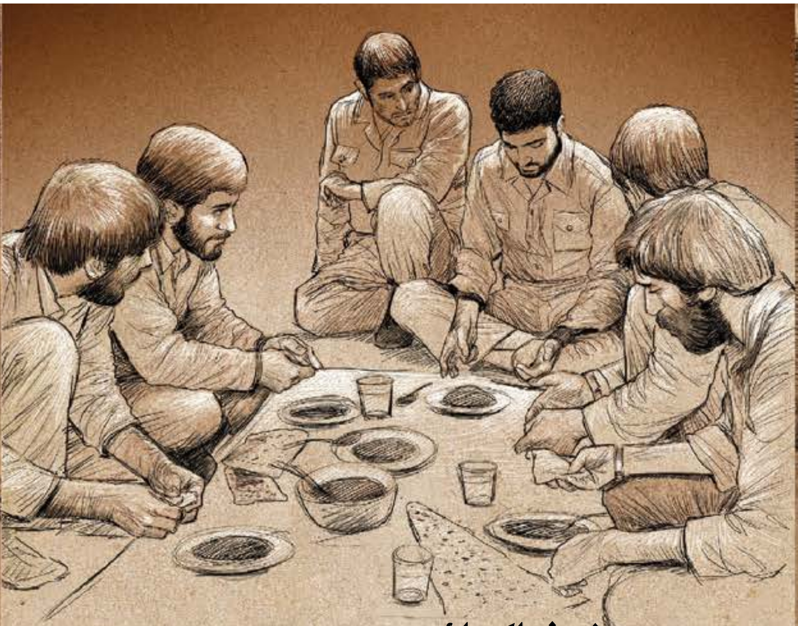

صرف خدا کے لئے

جب بھی ان کی پیلٹ میں کھانا کھائے بغیر رہ جاتا تو ہم پریشان ہوجاتے؛ کیونکہ پتہ چلتا تھا کہ ضرور جوانوں میں سے کسی فرد یا افراد تک کھانا نہیں پہنچا ہے، یہ ان کے اعتراض کا انداز تھا؛ جب تک ہم ان لوگوں کو ڈھونڈ کرکھانا نہیں پہنچاتے؛تب تک وہ کھانے کو ہاتھ بھی نہیں لگاتے تھے، بعض دفعہ تو ۴۸ گھنٹوں تک کھانا نہیں کھاتے تھے اور جب تک اطمئنان حاصل نہ کرلیتے کہ سب کھانا کھاچکے ہیں خود کھانا نہیں کھایا کرتے تھے۔

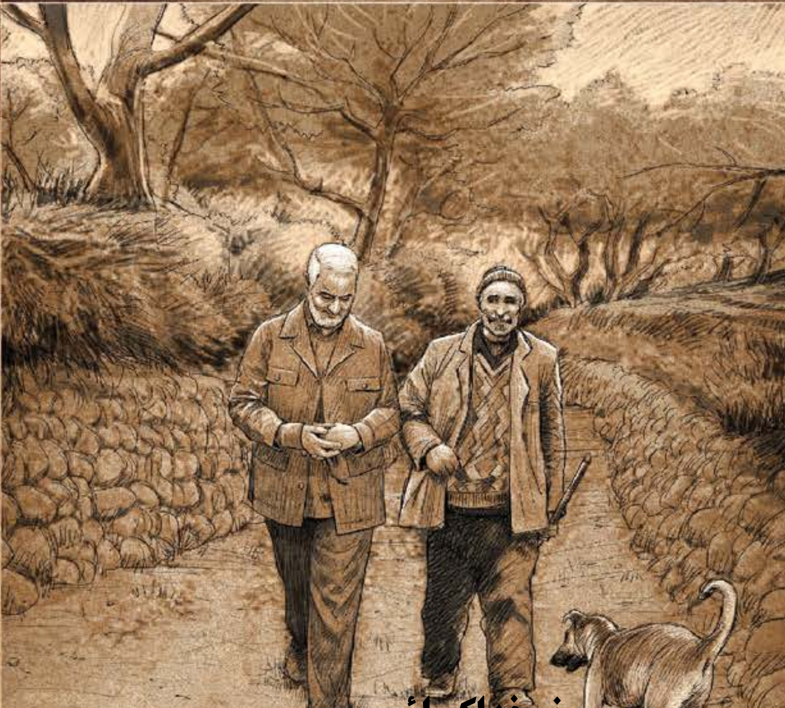

صرف خدا کے لئے

ایک باغبان اپنے کتے کو امریکی صدر کے نام سے پکارتا تھا، جب جنرل سلیمانی کو معلوم ہوا کہ باغبان نے اپنے کتے کا نام «بش» رکھا ہےتو سخت نارض ہوئے اور کہا: یہ سچ ہے کہ وہ ہمارا دشمن ہے اور ہم ان سے اختلاف رکھتے ہیں؛ لیکن وہ بھی ہماری طرح ایک انسان ہے۔ کتے جیسے جانور پر کسی قوم کے صدر کا نام نہیں رکھنا چاہئے۔ باغبان شرمندہ ہوا اور ان سے وعدہ کیا آج کے بعد کتے کو کتا کہہ کرپکارا جائے گا۔

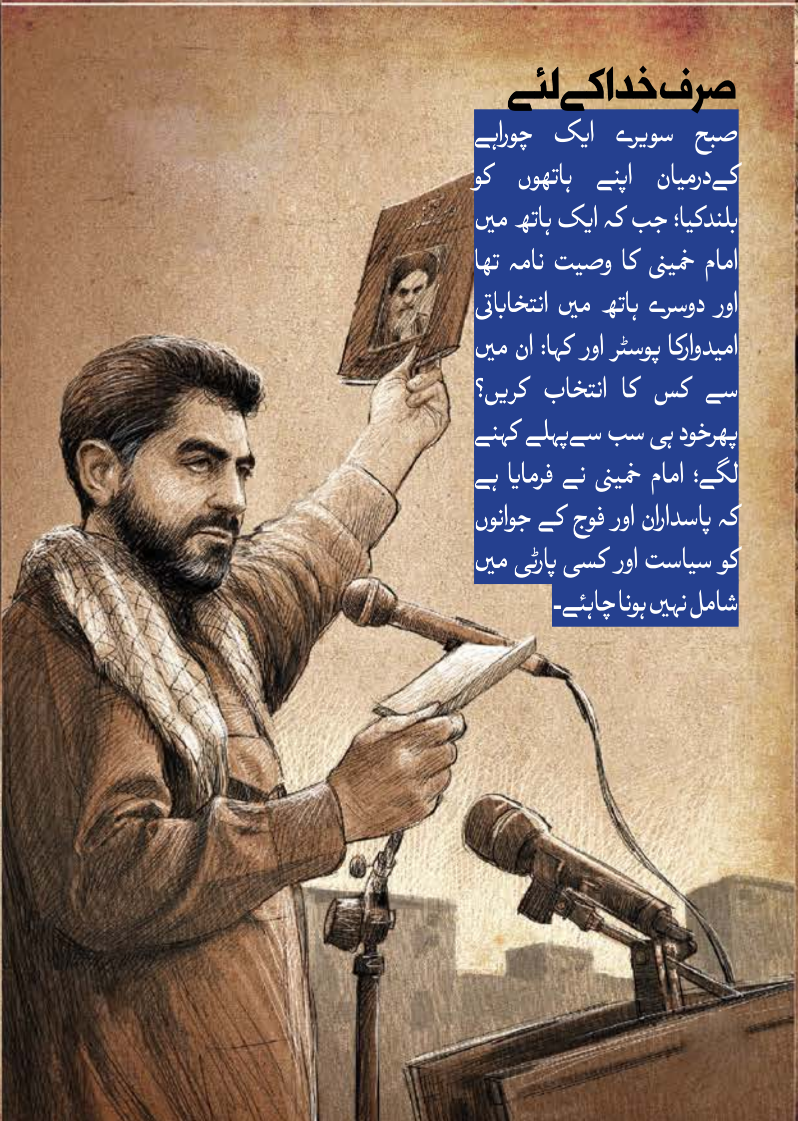

صرف خدا کے لئے

صبح سویرے ایک چوراہے کےدرمیان اپنے ہاتھوں کو بلندکیا؛ جب کہ ایک ہاتھ میں امام خمینی کا وصیت نامہ تھا اور دوسرے ہاتھ میں انتخاباتی امیدوارکا پوسٹر اور کہا: ان میں سے کس کا انتخاب کریں؟ پھرخود ہی سب سےپہلے کہنے لگے؛ امام خمینی نے فرمایا ہے کہ پاسداران اور فوج کے جوانوں کو سیاست اور کسی پارٹی میں شامل نہیں ہونا چاہئے۔

صرف خدا کے لئے

وہ فاطمیون کے کیمپ میں آئے جب رات ہوئی تو ہم نے سوچا کہ وہ جوانوں کے شورشرابے سے دور کسی پرسکون جگہ جاکرآرام کریں گے؛ لیکن انہوں نے اپنے جوتے اتارے اور سرکے نیچے رکھ کر وہی لیٹ گئے، شرمندہ ہوکرہم سب نے کمرہ خالی کردیا؛ تاکہ وہ کچھ دیرآرام کرسکیں۔

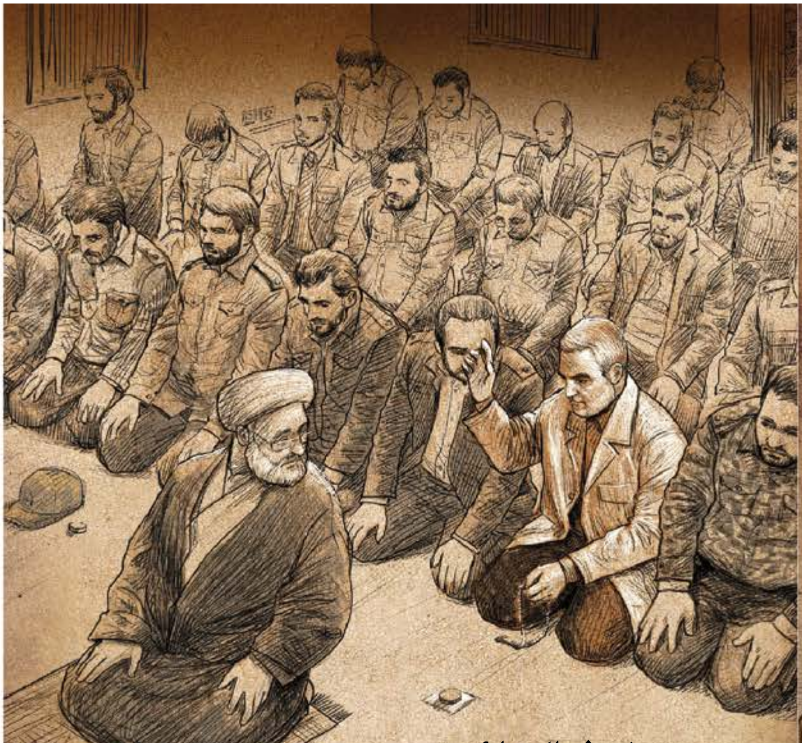

صرف خدا کے لئے

دمشق ائرپورٹ پر ہم نے نماز باجماعت ادا کی ایک شخص نے میرے پیچھے سے بلند آواز میں کہا ہم دوسری نماز کچھ دیربعد ادا کریں گے۔ وہ حاج قاسم سلیمانی تھے، کچھ اہل سنت حضرات نماز ادا کرنا چاہ رہے تھے،لیکن ان کےلئے جگہ نہیں تھی، قاسم سلیمانی چاہ رہے تھے کہ پہلے اہل سنت نماز ادا کریں؛ کیونکہ ان کے ہاں وقت کا مسئلہ حساس ہے۔

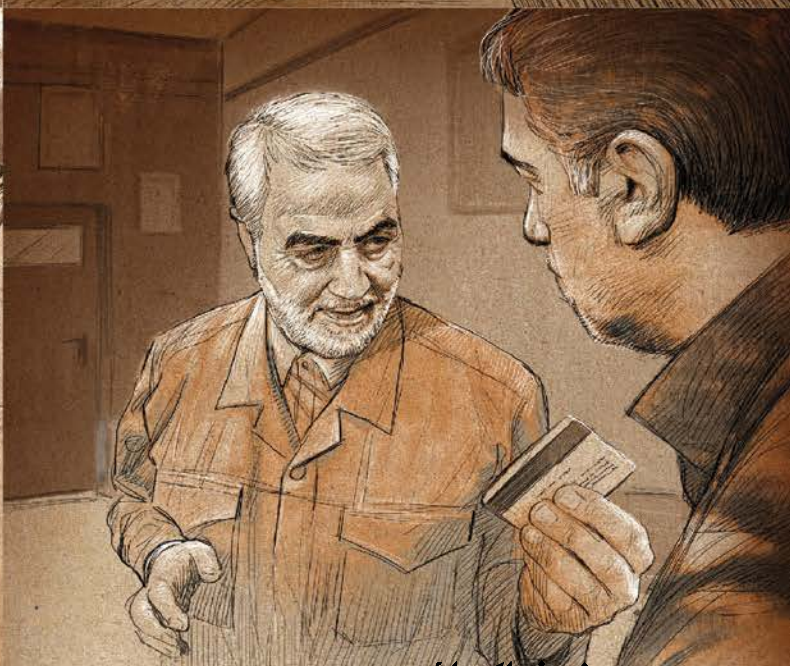

صرف خدا کے لئے

انہیں ۵۰ فیصد جنگی معلول ہونے کی وجہ سے معلولین فنڈ سے ماہانہ کچھ رقم ملاکرتی تھی، انہوں نے اپنا بینک کارڈ مجھے دیا اور کہا: یہ رقم ان معلولین پرخرچ کریں جواپنے علاج معالجے کی استطاعت نہیں رکھتے ہیں؛ یعنی اتنے سال گزرنے کے باوجود اس رقم کو ہاتھ تک نہیں لگایا تھا۔

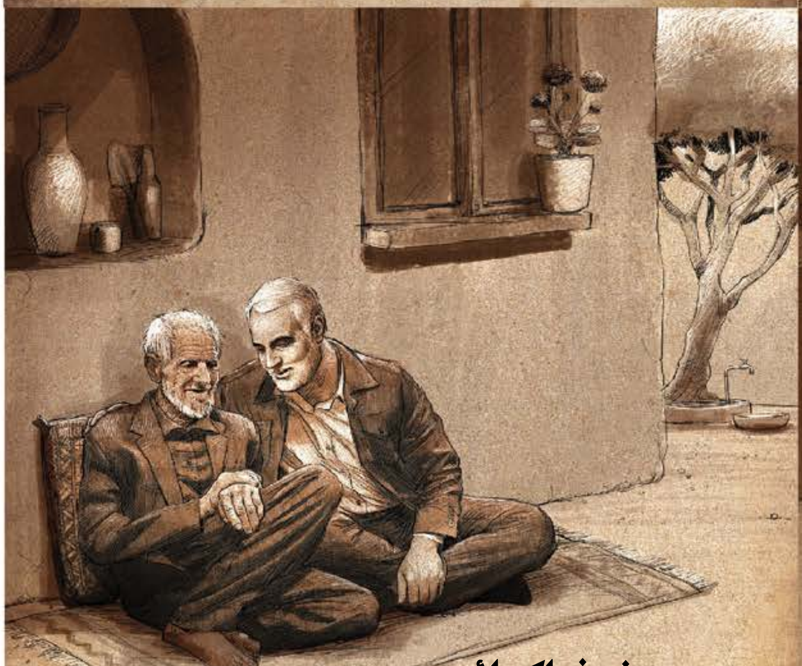

صرف خدا کے لئے

گھرکے صحن کے کونے میں ایک چھوٹا سا قالین بچھایا اورایک بوڑھے شخص کو حمام سے باہرنکال کر قالین پربٹھایا، ان کے سرکے بال خشک کئے۔ ان کے ہاتھ اور پیشانی کا بوسہ لیا اور کہا کہ میرے لئے دنیا کی ساری خوشی میرے والد ہیں۔

حاج قاسم سلیمانی کی جائے پیدائش؛ کرمان شہر کا تعارف

کرمان صوبہ کرمان کا صدر مقام ہے۔ ۲۰۱۶ میں کی جانے والی قومی مردم شماری کے مطابق اس شہرکی کل آبادی۷لاکھ ۳۸ہزار۷سو۲۴ افراد پرمشتمل ہے۔

قومیت اور زبان: کرمانی قومیت کے لحاظ سےفارس ہیں اور کرمانی لہجے میں فارسی زبان بولتے ہیں۔

دین: کرمان میں اکثریت مسلمان ہیں اور شیعہ مذہب کی پیروی کرتے ہیں۔ کرمان شہر، کریم خانیہ کی سرگرمیوں اور اجتماع کا مرکز بھی ہے، یہ شہر مسلمانوں کے اس گروہ کے لیے مقدس ہے؛ کیونکہ ان کے بزرگ کرمان میں رہتے تھے۔ کرمان میں زرتشتی اور کلیمی اقلیت (یہودی) بھی آباد ہے، اور اس شہر میں زرتشتی آتشکدہ، یہودی اور عیسائی قبرستان کے کھنڈرات اب بھی موجود ہیں۔ قدیم تہوار سدہ، جو کہ زرتشتیوں کا سب سے بڑا تہوار ہے، بھی اسی شہر میں منعقد ہوتا ہے۔ اس شہر کی شہرت اس کی شاندار تاریخ، ثقافتی پس منظر اور تاریخی مقامات کی وجہ سے ہے؛ جہاں متعدد تاریخی مساجد اور پارسیوں کی عبادتگاہیں موجود ہیں۔

کرمان کے مزیدار کھانے اور پکوان

بادمجان حلیم: بینگن اور گوشت (یا چکن) کی ایک نہایت مزیدار ڈش ہے جو دہی اور روٹی کے ساتھ کھائی جاتی ہے۔

بزقرمہ: بکرے کے گوشت، دہی، پیاز، زعفران، لہسن، پودینہ، اخروٹ اور آلو کی ترکیب سے بنایا جاتا ہے؛ جونہایت لذیز اور مزیدار ہے۔

آش شولی یا اُوماچو (سوپ): یہ چقندر یا لیبو، سرکہ یا انار کے پیسٹ اور سبزیوں جیسے پالک اور دال سے بنایا جانے والا کرمان اور یزد کا روایتی اور مشہور سوپ ہے۔

کرمانی فلودہ: کرمان کا فلودہ شیراز کے فالودہ سے کچھ مختلف ہے۔ یہ فالودے بڑے بیجوں کی شکل میں ہوتے ہیں اور اسے عرق گلاب اور پودینہ یا شیرہ نامی شربت کے ساتھ کھایا جاتا ہے۔

کرمان کے سوغات

زیرہ: آپ کو کرمان میں بہترین زیرہ مل سکتا ہے؛ کیونکہ کرمان کی خشک آب و ہوا نے زیرہ کی کاشت کے لیے بہترین حالات فراہم کیے ہیں۔

قاووت یا قاہوت: ایک میٹھا اور بھورے رنگ کا پاؤڈر جو کئی جڑی بوٹیوں کا منفرد مجموعہ ہے۔

کلمپہ: ایک قسم کی کلوچہ شکل کی مٹھائی جس میں کھجور، اخروٹ اور بادام وغیرہ ہوتے ہیں۔

کماچ سہن: ایک توانائی بخش مٹھائی ہے جو گندم کھجور، اخروٹ اور خاص مصالحہ جات سے تیار کی جاتی ہے۔

زرند سوہان: بہت عمدہ اور لذیز سوہن جو تہ دار شکل میں تیار کیا جاتا ہے۔ سمنو، چینی، الائچی، سفید آٹا اور زعفران اس سوہن کے اجزاء ہیں۔

پستہ: صوبہ کرمان کے شہر رفسنجان، سیرجان، زرند، راور اور کرمان میں پستہ کے مختلف اقسام پائے جاتے ہیں۔ جس میں کلہ قوچی، اوحدی، رباطی، ممتازاور واحدی شامل ہیں۔

اخروٹ: کرمان ایران میں اخروٹ پیدا کرنے والا دوسرا بڑا صوبہ ہے۔ صوبہ کرمان کے شہر بافت، سیرجان و زرند، شہربابک، کرمان، رابر اور بردسیر میں اخروٹ کے بڑے بڑے باغات دیکھے جاسکتے ہیں۔

کھجور: کھجور کو اگر دنیا کا سب سے صحت مند پھل کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا؛ کیوں کہ یہ پھل غذائیت سے بھرپور ہوتا ہے،

اس کےعلاوہ کھجور کو خشک میوہ بھی کہا جاتا ہے۔ صوبہ کرمان کے بم شہر کے باغات سے حاصل کی گئی کھجوریں ایران کی مشہور اور اعلیٰ معیار کی کھجوروں میں سے ہیں۔ کرمان میں دوقسم کی کھجوریں مضافاتی اور بزمانی پائی جاتی ہیں جو دنیا کے مختلف ممالک برآمد کی جاتی ہیں۔ مضافتی کھجور کا ذائقہ قدرتی طور پر چاکلیٹ اور کیریمل کی طرح ہوتا ہے؛جبکہ اس کا رنگ گہرا سیاہ یا بھورا ہوتا ہے اور یہ سائز میں دیگر کھجوروں کے مقابلے میں عام طور پر موٹی ہوتی ہیں۔ مضافاتی کھجوریں وٹامن، فائبر، پوٹاشیئم سے بھرپور ہوتی ہیں۔ اس کھجور کو ناشتے میں بھی استعمال کرسکتے ہیں۔

کرمان کے تاریخی اور سیاحتی مقامات

مرکز گنج علی خان: شہر کے تاریخی علاقے اور کرمان کے بڑے بازار کے ساتھ گنج علی خان کے دور میں تعمیرشدہ ایک تاریخی مرکز ہے۔ گنج علی خان شاہ عباس دور کے مشہور حکمرانوں میں سے ایک تھا۔ اس کمپلیکس کا رقبہ ۱۱,۰۰۰ مربع میٹر ہے اور اس میں مختلف عمارتیں ہیں جیسے بازار، حمام، اسکول، مدرسہ، کاروان سرا اور پانی ذخیرہ کرنے کا کنواں وغیرہ۔

کرمان گرینڈ بازار: کرمان کے اہم ترین تاریخی اور تجارتی مراکز میں سے ایک یہاں کا بڑا بازار ہے۔ یہ بازار ایران کے سب سے لمبے اور طویل بازار کے طور پر جانا جاتا ہے اور کرمان کے سوغات اور دستکاری خریدنے کے لیے ایک اچھی جگہ ہے۔ یہ بازار کرمان شہر کے اہم اور پرکشش مقامات میں سے ایک ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس میں کرمان شہر کی ۶۰ فیصد سے زیادہ تاریخی آثار موجود ہیں۔ اس بازار میں، آپ خریداری سے لطف اندوز ہونے کےساتھ ساتھ لذیذ کھانے بھی کھا سکتے ہیں۔

جبلیہ گنبد: کرمان کے مشرق میں واقع یہ گنبد پتھر اور ایک خاص قسم کی مٹی سے بنا ہوا ہے اور اسے گبری گنبد کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ کچھ لوگ اس کو زرتشتیوں کا آتشکدہ یا زرتشتیوں میں سے کسی کا مقبرہ سمجھتے ہیں اور بعض کا خیال ہے کہ یہ سید محمد تباشیری کا مقبرہ ہے۔ بعض تاریخ دان اس عمارت کی تاریخ کو سلجوقی دور سے اور کچھ ساسانی دور سے متعلق سمجھتے ہیں جس کی وجہ سے اس عمارت کے بارے میں بہت سارے ابہامات پائے جاتے ہیں اور صورتحال واضح نہیں ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس گنبد کی تعمیر میں پانی کے بجائے اونٹنی کا دودھ استعمال کیا گیا ہے اور یہی اس کی مضبوطی کی وجہ بتائی جاتی ہے۔

عجائب گھر: اس شہر کے اہم ترین عجائب گھروں میں سے ایک باغ دفاع مقدس نامی میوزیم ہے جو کہ دفاع مقدس کے بڑےعجائب گھروں میں سب سے بڑے عجائب گھر کے طور پر جانا جاتا ہے جوایرانی طرزتعمیرکا ایک شاہکارسجمھا جاتا ہے۔

شہید سلیمانی کے مکتب کی خصوصیات

ترجمہ و ترتیب: حجت الاسلام ڈاکٹرغلام مرتضی جعفری

زمین پرانسانی زندگی کی تاریخ کے آغازمیں ہی حق اور باطل کے دو دھارے اس وقت معرض وجود میں آئے، جب قابیل نے اپنے ہاتھوں کو ہابیل کے خون سے رنگین کردیا۔ ہابیل جو ایمان، دیانت اور خلوص کا مظہر تھا، تاریخ انسانیت کا پہلا شہید ہے اور اس کے برعکس قابیل کا وجود لالچ، حسد اور نفرت سے بھرا ہواتھا؛ یہی وجہ بنی کہ ان کے ہاتھ اپنے سگے بھائی کے خون ناحق سے رنگین ہوئے؛ یوں ہابیل تاریخ انسانیت کا پہلا مظلوم اور قابیل پہلا شقی بن گیا۔ معرکہ حق وباطل اب قیامت تک چلتا رہے گا۔

جب انسان اپنی انفرادیت کے دائرے سے نکل جاتا ہے تو اس کا وجود اس قدر وسیع ہو جاتا ہے کہ وہ کمال کی راہ میں لوگوں کی روحوں پر نمایاں اثر ڈالتا ہے اور وہ دراصل انفرادیت سے نکل کر ایک مکتب بن چکا ہوتا ہے۔

آگاہ اور آزاد قوموں کے دلوں کے سردار جنرل قاسم سلیمانی نے انفرادیت سے نکل کر کمال کی راہ میں خود کو قربان کردیا اور اسی طرح ان کے مخلص، شجاع، غیرتمند اور با وفا دوست ابومھدی مھندس جن پر درود و سلام ہو، نےاس کمال کی راہ میں جنرل سلیمانی کا بھرپور ساتھ دیا۔

شہید سلیمانی کا مکتب اپنے نظریے اور مقصد میں استحکام رکھتا ہے۔ صرف وہی مکاتب جو ہر وقت اپنے نظریے اور مقاصد میں متزلزل نہیں ہوئے وہی باقی رہے اور باقی سب تاریخ کے اوراق کے زینت بنے اور ان کا خاتمہ ہوگیا۔ تمام فلسفیانہ، اخلاقی، سماجی، نفسیاتی، سیاسی، تعلیمی مکاتب جن کی بنیادیں کمزور ہوتی ہیں؛ انہیں مختصر طوفان نابود کردیتا ہے۔ شہید سلیمانی کے مکتب کا اصل مقصد انسانیت کی حفاظت، معاشرے میں امن و امان قائم کرنا اوراسلامی مملکت کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنا ہے؛ اس مکتب میں کسی قسم کا رد و بدل ممکن نہیں ہے۔ خدائی رنگ میں رنگ جاناہے۔ اس مکتب کو کوئی بھی طاغوتی طاقت شکست سے دوچار نہیں کرسکتی ہے اس نے ہمیشہ کے لئے رہنا ہے۔

اس مختصر مقالے میں شہید سلیمانی کے مکتب کی کچھ خصوصیات پیش کی جارہی ہیں:

۱- عسکری ذہانت: جنرل سلیمانی ایک خاص عسکری ذہانت کے مالک تھے۔ وہ میدان نبرد میں زبردست مہارت رکھتے تھے۔ اس مہارت کوحاصل کرنے کےلیے صرف نظریات اور آگاہی کے حدتک ہی نہیں؛ بلکہ وہ عملی طور پر بھی میدان جنگ میں مسلسل موجود رہ کر آہستہ آہستہ اس کے بہت سے زاویوں اور پیچیدگیوں کے متعلق باخبر ہوئے؛ مختلف قسم کے تجربات حاصل کئے۔ جنرل سلیمانی کو جنگ کے کم از کم تین بڑے میدانوں کا تجربہ تھا: دفاع مقدس کا میدان؛ مسلح شرپسندوں کے خلاف لڑائی کا میدان اور عراق اور شام میں عالمی استکبار،امریکا، اسرائیل اور دیگر ممالک کے حمایت یافتہ تکفیری دہشت گردوں کے خلاف جہاد کا میدان اور اسی طرح ہروہ میدان جہاں ان کا موجود ہونا ضروری تھا۔

۲- بہادری اور جہاد کا جذبہ: جنرل سلیمانی فوجی جوانوں کو جنگی محاذ میں تعینات کرنے اور دشمن کے خلاف آپریشنز کے مختلف مراحل کی رہنمائی کے ساتھ ساتھ خود پوری جرات اور جہادی جذبے کے ساتھ اگلے مورچوں پر موجود رہتے تھے؛ کیونکہ میدان جنگ میں دشمن کا مقابلہ کرنے میں فخر محسوس کرتے تھے۔ جنرل سلیمانی جنگ کے میدان میں حضرت علی علیہ السلام کے ارشادات پربھرپورعمل کرنے اور ان کے نقش قدم پرچلنے کی کوشش کرتے تھے اور فوجی جوانوں کو بھی مولائے متقیان کے اقوال مبارکہ سناتےتھے؛ جیسے امام علیہ السلام کا یہ فرمان: حضرت علی علیہ السلام نے جب علم اپنے فرزند محمد بن حنفیہ کو دیا تو ان سے فرمایا: تَزُولُ الْجِبَالُ وَ لَا تَزُلْ، عَضَّ عَلَى نَاجِذِكَ، أَعِرِ اللَّهَ جُمْجُمَتَكَ، تِدْ فِي الْأَرْضِ قَدَمَكَ، ارْمِ بِبَصَرِكَ أَقْصَى الْقَوْمِ وَ غُضَّ بَصَرَكَ، وَ اعْلَمْ أَنَّ النَّصْرَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ سُبْحَانَهُ؛ پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دیں مگرتم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا۔ اپنے دانتوں کو بھینچ لینا۔ اپنا کاسہ سر اللہ کو عاریت دینا (اپنا سراللہ کے حوالے کرنا) اپنے قدم زمین میں گاڑ دینا۔ لشکر کی آخری صفوں پر اپنی نظر رکھنا (دشمن کی کثرت وطاقت سے) آنکھوں کو بند کرلینا اور یقین رکھنا کہ مدد خدا ہی کی طرف سے ہوتی ہے[۱]۔ شہید جنرل سلیمانی ایسے ہی تھے، میدان جنگ میں حاضر رہتے تھے اور پوری بہادری کےساتھ جہاد کرتے تھے ایک مستحکم پہاڑ کی مانند پوری استقامت کے ساتھ میدان سے ہٹتے نہیں تھے۔ اس طرح کی موجودگی کا بہت موثر نتیجہ نکلا اور ان کی بہادری نے جوانوں کے حوصلے بلند کردیے اور ان کی منفرد قیادت اور بہادری کی وجہ سے انہیں فتح کے کئی اعزازات حاصل ہوئے؛ یہی وجہ ہے کہ جنرل سلیمانی کو تمغہ ذوالفقار سے نوازا گیا، جو کہ ایران کا سب سے بڑا فوجی تمغہ ہے۔

۱۔ ترجمہ: مفتی جعفر حسین، نہج البلاغہ، خطبہ ۱۱، ص۱۲۸۔ امامیہ پبلیکیشنزپاکستان۔

رہبر انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ خامنہ ای نے سپاہ قدس کے کمانڈر جنرل قاسم سلیمانی کو تمغہ ذوالفقار عطا کرتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالی کی راہ میں جو لوگ اپنی جان و مال کے ذریعہ مجاہدت کرتے ہیں، ان کی مجاہدت کا اجربہشت قراردیا ہے- عزیز بھائی جنرل سلیمانی نے بارہا و بارہا اپنی جان کو اللہ تعالی کی راہ میں خطرات میں ڈالا اور مجاہدت کے عظیم کارنامے انجام دیئے؛ اللہ تعالی ان کو اجر عظیم عطا فرمائے اور انہیں ان کی دلی تمنا «شہادت » سے سرافراز فرمائے[۲]-

۳- شہادت کا جذبہ: انسان کو کسی نہ کسی دن موت کا مزہ چکھنا ہی ہے اور اس سے کسی کو انکار نہیں ہے؛ لہذا مؤمن ہمیشہ موت کی تیاری میں شب و روز بسرکرتا ہے- اس کی دلی تمنا یہ ہوتی ہے کہ شہادت کی موت نصیب ہو اور یہی وجہ ہے کہ ہمیشہ جذبہ شہادت اس کے قلب میں موجزن رہتا ہے؛ کیونکہ شہادت، ایک ایسا عظیم الٰہی اعزاز ہے جو ہر کسی کو نصیب نہیں ہوتا، یہ صرف انہیں لوگوں کے مقدر میں آتا ہے، جو اللہ تعالی کے نیک اور مخلص بندے ہیں؛ چنانچہ ماضی سے لے کر حال تک تاریخ میں ہمیں ایسے مردان خدا کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں جو شہادت کے جذبے سےسرشار تھے اور ہر لمحہ شہادت کے لئے تڑپتے تھے- اس کی ایک روشن مثال شہید حاج قاسم سلیمانی کی ہے، جن کی زندگی میں ہی ان کے وجود سے شہادت کی خوشبو آتی تھی- جنرل قاسم سلیمانی جذبہ شہادت سےسرشارتھے- ان کی سب سے بڑی خواہش جس کے طلب میں کبھی کمزوری یا کوتاہی نہیں آئی وہ شہادت ہی تھی- وہ ہمیشہ شہادت کےلئے دعا کیا کرتےتھے- آخرکار اللہ تعالی نے ان کی خواہش پوری کردی اور جام شہادت نوش کرگئے-

۴ـ اخلاص: جنرل سلیمانی ایک مخلص شخصیت کے مالک تھے- منافقت اور دکھاوے سے سخت نفرت کرتےتھے- ان کا ہرکام اللہ کی رضا کےلئے ہی ہوتا تھا- ان کا ظاہر ایک پاکیزہ باطن کی ترجمانی کرتا تھا- ان کے قول اور فعل میں تضاد نہیں ہوتا تھا- وہ اپنےاخلاص میں ثابت قدم تھے اور خود نمائی سے پرہیز کیا کرتے تھے- پورے خلوص کے ساتھ سبھی کےلیے ایثار و قربانی کا جذبہ رکھتے تھے- وہ آئینہ کی طرح نہایت صاف اور شفاف تھے-

۵ـعاشق اہل بیت علیہم السلام: جنرل سلیمانی اہل بیت اطہارعلیہم السلام کےسچےعاشق تھے- وہ ہمیشہ اہل بیت اطہارعلیہم السلام سے متمسک رہتےتھے- ولادت اور شہادت کے ایام میں پوری پابندی کے ساتھ محافل اور مجالس کا انعقاد کیا کرتے تھے- زیارت مقامات مقدسہ پرحاضری دینے کو اپنے لئے بڑا اعزازسمجھتے تھے- اہل بیت کےمحبین سے محبت اور دشمنوں سے دشمنی رکھتے تھے-

۶ـ ولایت فقیہ کا پیرو: جنرل قاسم سلیمانی رہبرمعظم انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ خامنہ‌ای کےعاشق اور پیروتھے، لشکراسلام کے اعلی افیسر کی حیثیت سے ولی امرمسلمین اور ایرانی مسلح افواج کے سپریم کمانڈر کے بارے میں ان کی نظر صرف فوجی درجہ بندی کے لحاظ سے نہیں تھی؛ بلکہ اس سے کہیں زیادہ بڑھ کر تھی- ان کے الفاظ، ان کی تحریریں، ان کے نظریات، ان کے فیصلے، ان کی سرگرمیاں اور ان کے اقدامات سبھی ولایت فقیہ کی پیروی میں تھے؛ یہی وجہ ہے کہ انہیں مالک اشتر زمان کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے-

۷- عبادت اور روحانیت: دینی فرائض کی ادائیگی کےساتھ ساتھ مستحبات کی طرف بھی خصوصی توجہ دیتے تھےاور جیسے ہی موقع ملتا تھا، قرآن پاک کی تلاوت کرنےاور دعائیں مانگنے میں مصروف ہوجاتے تھے- رات کی تاریکی میں ان کا گریہ اور راز و ایک پہنچے ہوئےعارف کی تصویرنمایاں کرتی تھی- دفاع مقدس کے دوران؛ جنگ عروج پرتھی، مجاہدین جہادی جذبے سے سرشار ہونے کے ساتھ ساتھ ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ انہوں نے اپنے مورچوں کو نہایت ہی نورانی اور روحانی عبادت گاہوں میں تبدیل کردیا تھا؛ جہاں وہ اللہ تعالی کا ذکر، دعاؤں اور راز میں مشغول رہتےتھے، ایسےعارف بن چکے تھے کہ منزل بہ منزل اپنے روحانی سفر کو طے کر رہے تھے، قاسم سلیمانی اس روحانی قافلے کے روح رواں تھے-

۸- عالمی شخصیت: قدس فورس کی کمانڈ سے حاج قاسم کو نئے تجربات حاصل کرنے کا موقع ملا، اس عرصے میں، وہ نہ صرف مزاحمتی تحریک کے مختلف زاویوں سےواقف ہوئے؛ بلکہ اپنی ذہانت، کمانڈ،عسکری اور فوجی صلاحیتوں کی وجہ سے عالمی سطح پر مشہور ہوئے- لبنان کی ۳۳ روزہ جنگ اور فلسطینی مزاحمتی تحریک سے واقفیت نے ان کی کمان کا درجہ مزید بلند کیا اور جب داعش جیسی درندہ صفت تنظیم (جو امریکی مجرم رہنماؤں کےاعتراف کے مطابق خود ان کی تخلیق کردہ تھی) نے عراق اور شام میں انسانیت کا قتل عام شروع کیا تو شہید

۲ـ امام خامنہ ای نے جنرل سلیمانی کو تمغہ ذوالفقار سے نوازا- تسنیم نیوز، اردو-

جنرل سلیمانی نے ان تمام دہشت گردوں کے خاتمے میں اہم کردار ادا کیا اور تکفیری دہشت گردوں کے خاتمے نے جنرل سلیمانی کی عالمی شہرت کو چار چاند لگا دیا اور یوں وہ پوری دنیا میں ایک چمکتے ہوئے ستارے کی طرح نمودار ہوئے۔ جب ہم گزشتہ سالوں کی طرف دیکھتےہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ کس طرح پورے خطے کے عوام خوف اور وحشت کے شکار تھے اور داعشی دہشت گرد امریکا، اسرائیل اور ان کے اتحادیوں کی مالی اور عسکری معاونت سے نہتے شہریوں پر ظلم کےپہاڑ توڑ رہے تھے۔ تکفیری دہشت گردعراق اور شام کے بے دفاع لوگوں کی جان و مال اور عزت آبرو پر بے دردی سے حملہ کرتے ہوئے تیزی سے آگے بڑھ رہے تھے دوسری طرف تمام دعوے دار میدان چھوڑ کربھاگ رہے تھے اور واحد اسلامی جمہوریہ ایران تھا؛ جس نے بصیرت، تدبیر اور ذہانت سے اپنے عظیم افسران کو میدان جنگ میں وارد کیا؛ تاکہ نہتے عوام کا دفاع کرکے پورے خطےمیں امن و امان قائم کرسکے۔ اس کے بعد مدافعین حرم کے نام سے ایک جہادی تنظیم کی بنیاد رکھی گئی، جس میں مرکزی کردار اسلامی جمہوریہ ایران کے مجاہدین کا تھا اور آخرکار پوری دنیا نے تعجب بھری آنکھوں سے دیکھا کہ جنرل سلیمانی نے داعشی تکفیری دہشت گردوں کی شکست اور خاتمے کا اعلان کیا، آج پورے خطے؛ بلکہ پوری دنیا میں جو امن و امان ہے سب جنرل سلیمانی اور ان کے باوفا ساتھیوں کی مرہون منت ہی ہے۔ جنرل سلیمانی جہاں بھی لڑے، انسانیت کے لئے لڑے، عوام کی سلامتی اور قیام امن کےلئے لڑے۔

۹۔ ایک ممتازسفارتکار: جنرل قاسم سلیمانی کی خصوصیات میں سے اہم ترین خصوصیت یہ ہے کہ وہ ایک ماہرفوجی کمانڈرہونےکےساتھ ساتھ ایک ممتاز سفارتکار اور سیاستدان بھی تھے۔ عسکری زبان کے ساتھ ساتھ سفارتی زبان بھی جانتے تھے؛ جہاں سفارتکاری کی ضرورت پڑتی تھی، وہاں ایک تجربہ کار اور ممتاز سفارتکار کی صورت میں ظاہرہوتے تھے۔ مذاکرات اور گفت و شنید کے ذریعے حل ہونے والے مسائل کو نہایت مہارت کے ساتھ حل کرتے تھے۔ جہاں سخت موقف کی ضرورت ہوتی تھی وہاں سخت اور طاقت کی زبان استعمال کرنے میں مہارت رکھتے تھے۔

۱۰۔ محنت کش: ایک محنت کش کی حیثیت سے جنرل سلیمانی کی زندگی کا جائزہ لیا جائے تومعلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے زندگی بھر شدید محنت کرکے اپنے مشن کی تکمیل کی۔ وہ سخت محنتی اور خستگی ناپذیرشخصیت کے مالک تھے۔ وہ کام کرکے تھکتےنہیں تھے۔ کسی بھی مشکل سے خوفزدہ نہیں ہوتے تھے اورنہ ہی سستی اور جمود کا شکار ہوتے تھے۔ سکون اور راحت طلب نہیں تھے؛ بلکہ انتہائی محنتی تھے۔ وہ میدان نبرد میں کئی بار زخمی ہوئے، اس کے باوجود ان کی کوشش ہوتی تھی کہ محاذ جنگ کی پہلی صف میں حاضر رہیں۔ ہروہ شخص جس نے اپنی زندگی کا پورا ایک حصہ میدان جنگ میں گزارا ہو، اس کےلئےایک پرسکون زندگی کا خواہاں ہونا قابل قبول ہے؛ لیکن جنرل قاسم سلیمانی نے کبھی ایک لمحے کے لئے بھی ایسا نہیں سوچا۔ وہ آسانی اور سکون سے بھاگتےتھے۔ بعض اوقات وہ ایک اہم اجلاس میں شرکت کےلیےدمشق سے تہران آتے تھے، اور اجلاس میں شرکت کے بعد بغیرکسی استراحت کے وہ براہ راست ائیر پورٹ چلے جاتے تھے اور دمشق روانہ ہوتے تھے۔ وہ نہایت باریک بین اور ذمہ دار انسان تھے۔ زندگی کے آخری سانسوں تک محنت اور جدوجہد کے ساتھ آگے بڑھنا چاہتے تھے۔ ایک مصلح کامل، ایک سپہ سالار، ایک مقنن و منصف اور ایک مجاہد انسان کی حیثیت سے آپ جملہ خوبیوں کے مالک تھے۔

۱۱۔ روز مرہ معاملات میں نظم و ضبط : نظام کائنات پرغورکرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کائنات کا حسن اور جمال، نظم و ضبط پر مبنی ہے۔ جنرل سلیمانی کی زندگی بھی نظم و ضبط سے بھرپورنظرآتی ہے وہ ایک منظم شخصیت کے مالک تھے، وہ وقت کے بڑے پابند تھے۔ وقت پر اجلاس میں شریک ہوتے تھے۔

۱۲۔ ہرکام وقت پرتیزی سےانجام دینا: اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ کسی بھی فوجی کمانڈر کی لازمی خصوصیات میں سے ایک، تیزرفتاری ہے۔ انہیں درندہ صفت خونخوار دشمن پر بجلی کی طرح گرنا پڑتا ہے۔ جنرل سلیمانی بالکل ایسے ہی تھے، میدان جنگ میں برق رفتاری سے پہنچ جاتے تھے۔ کہا جاتا ہےکہ فوجی کمانڈروں نے ان سے رابطہ کرکے کہا کہ داعشی دہشت گرد اب بالکل ان کے قریب پہنچ چکے ہیں؛ لہذا فوری مدد کی ضرورت ہے۔ یہ ایک بار نہیں کئی بار مختلف محاذوں پر پیش آیا اور شہید بروقت نہایت تیز رفتاری کے ساتھ میدان جنگ میں پہنچ کرمحاصرہ ختم کروانے میں کامیاب رہے۔ یہ ان یادوں میں سے ہیں جسے فوجی افسران بڑی حیرت سے یاد کرتے ہیں۔

۱۳۔اثرانداز بیان: علم روانشناسی(علم النفس) سے تعلق رکھنے والے، نفسیاتی تجزیہ کار اور شخصیت شناس ماہرین، فن خطابت میں مہارت کو انتہائی بااثر (کرشمائی) شخصیات کی خصوصیات میں سےایک قرار دیتے ہیں۔ جنرل سلیمانی خوبصورت اور اثرگزار بیان کے مالک تھے، جب وہ بولتےتھے تو ان کا بیان عقلانیت اور جذباتیت کے امتزاج سے سرشار ہوتا تھا؛ الفاظ ان کے دل سےنکلتے تھے؛ لہذا ان کا انسانی نفوس پر گہرا اثر پڑتا تھا۔

۱۴۔ ثقافت اور فن میں دلچسپی: جنرل قاسم سلیمانی نہایت پابندی کےساتھ مطالعہ کرنےکےعادی تھے، دستاویزی مواد کا مطالعہ کرنے کےعلاوہ وہ ناول اورسبق آموز کہانیاں بھی پڑھتے تھے۔ خاص طور پر شہدا کے زندگی نامے حسرت اور شوق سے پڑھتے تھے اور کتاب کے حاشیے میں کچھ نہ کچھ ضرور لکھتے تھے، ان کی مطالعہ کی ہوئی کتابوں پر لکھے ہوئے نوٹ پڑھنے کے لائق ہیں۔ وہ شاعری، ادب اور فن سے دلچسپی رکھتے تھے۔ اچھی فلمیں دیکھتے تھے اور شاندار انسانی خصوصیات نمایاں کرنے والے ہدایت کار اور فنکاروں کی حوصلہ افزائی کرتے تھے۔

۱۵۔ انقلابی جذبہ: جنرل قاسم سلیمانی انقلابی جذبے سے سرشار تھےاوروہ واضح طور پرجان چکے تھےکہ اب انقلاب ایک تناور درخت کی طرح مستحکم ہوچکا ہے اور اس کی شاخیں دنیا بھرکی انصاف پسند قوموں میں مسلسل پھیل رہی ہیں؛ لہذا وہ انقلابی آئیڈیالوجی کو مزید عام کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

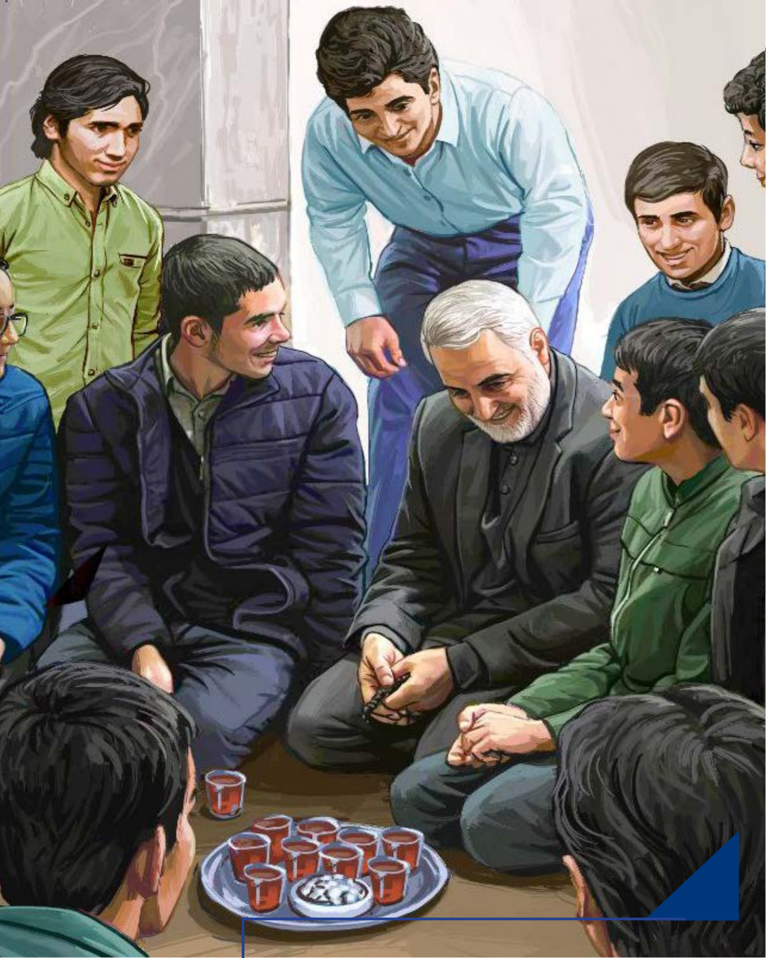

۱۶۔ اعتدال پسندی: جنرل قاسم سلیمانی اعتدال پسند شخصیت کے مالک تھے۔ وہ کنارہ کشی کرنے اور لاتعلق رہنے سے اجتناب کرتے تھے، حد و حدود کا خیال رکھتے تھے۔ افراط اور تفریط کا شکار نہیں ہوتے تھے۔ نہ حد سے زیادہ آگے بڑھ جاتے تھے اور نہ ہی پیچھے رہتے تھے۔ گروہ بندی اورپارٹی بازی سے بالاترتھے۔ انقلابی سوچ کے مطابق آگے بڑھنے والے مختلف سیاسی دھاروں کے بارے میں ان کا نظریہ، مختلف ذوق و شوق کے حامل ایک ہی خاندان کےافراد کی طرح تھا۔ وہ پورے ایرانی معاشرے کو ایک ہی خاندان تصور کرتےتھے۔ ان کی دید وسیع تھی اور زیادہ سے زیادہ افراد کو ساتھ ملانے کی کوشش کرتے تھے۔ قومی اتحاد اور یکجہتی کے لئے کوشش کرتے تھے؛ کیونکہ وہ ایک وسیع اور جامع نقطہ نظر رکھتےتھے؛ لہذا وہ افراد اور شخصیتوں کےدرمیان پائےجانےوالے اختلافات کے بجائے ان کےمشترکات کو اہمیت دیتے تھے؛ وہ انقلابی راستے پرگامزن رہنے کولازمی سمجھتےتھے۔

۱۷۔ معاملات میں سنجیدگی اور تدبر: جنرل سلیمانی کا ہرفیصلہ، سنجیدہ اور حساب شدہ ہوتا تھا، وہ ہرکام کوسوچ بچار اورتدبیر کے ساتھ آگے بڑھاتے تھے۔ ان کا ذہن خلاقیت سے سرشار تھا۔ دوسروں کی بات اچھی طرح اور غور سے سننے کے عادی تھے۔ جب فیصلہ کرنے کا وقت آتا تھا تو نہایت باریک بینی سے فیصلہ کرنے کے بعد انجام تک پہنچانے کی کوشش کرتےتھے۔ وہ مشاورت پریقین رکھتےتھے، ماہرین سے مشورہ کیاکرتے اور ان کے مشورے سے فائدہ اٹھاتےتھے۔ وہ اجتماعی اور گروہی کام پر یقین رکھتے اور اس کی قدرکرتے تھے۔ ہرکام پوری ذمہ داری کے ساتھ انجام دینے کے قائل تھے۔ کام کا نتیجہ مد نظر رکھتے تھے۔

۱۸۔ سادگی اور پاکیزگی: جنرل قاسم سلیمانی کی زندگی تجملات سےعاری تھی؛ انہوں نےنہایت کم سہولیات کے ساتھ سادہ زندگی بسرکی؛ حالانکہ دنیا کے باقی فوجی اعلی افسران کی طرح وہ بھی ایک پرتعیش زندگی گزارسکتے تھے۔ وہ پرتعیش زندگی سے مکمل طور پر دور رہے۔ وہ عوامی محافل اور مجالس میں شریک ہوتے تھے۔ عاجزی اور خاکساری ان کا وطیرہ تھا، ان کے پاکیزہ اور نورانی وجود میں تکبر اور خود پسندی نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔

۱۹۔ عوام پسند ہونا: جنرل سلیمانی اپنےآپ کو کسی سےبالاترنہیں سمجھتےتھے، خود کوعام لوگوں کی طرح ہی سمجھتے تھے۔ وہ اپنے لوگوں سے پیارکرتےتھےاسی لئے لوگ بھی ان سے پیار کرتے تھے۔ وہ یتیموں کےلیے مہربان باپ اور مسکینوں اور غریبوں کی پناہ گاہ تھے۔ انہیں یقین تھا کہ جو نعمتیں ملی ہیں وہ ان شہریوں کا ہی مرہون منت ہیں اور یہ انقلاب اور نظام ان کی کوششوں کا ہی نتیجہ ہے اور انہیں کا ہے۔ مسلسل تاکید کرتے تھے کہ ہم اپنےعزیز شہریوں کے مقروض ہیں اور ہمیں ان کی خدمت کرنا اپنےلیےایک بہت بڑا اعزاز سمجھنا چاہئے۔ وہ مختلف حادثات کے وقت لوگوں کے درمیان ہوتےتھے اور ان کی مدد کے لئےدوڑ پڑتے تھے۔ جس طرح سیلاب کے دوران ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

۲۰۔ نوجوانوں سے رابطہ: اگرچہ جنرل قاسم سلیمانی معاشرے کے ہرفرد سے نہایت گرمجوشی کے ساتھ ملتے تھے اور سب کا احترام کیا کرتے تھے؛ لیکن وہ نوجوانوں اور جوانوں کو خاص اہمیت دیتے تھے؛ کیونکہ نوجوانوں کو ملک کا سب سے قیمتی اورعظیم سرمایہ اور اثاثہ سمجھتے تھے۔ ان میں سے بہت ساروں کے ساتھ گہرے تعلقات تھے۔ وہ جذباتی نوجوانوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے تھے اور ان کی ترقی کےلئے ہرممکن کوشش اورتعاون کرتے تھے۔

۲۱۔ پرسکون: جنرقاسم سلیمانی ایک پرسکون اور مطمئن شخصیت کے مالک تھے۔ وہ ہرکام میں اللہ پرہی بھروسہ کرنے والے تھے، مسلسل اللہ کو یاد کرتے تھے، اللہ تعالی کو ہرجگہ حاضر و ناظر سمجھتے تھے؛ یہی وجہ تھی کہ وہ مطمئن ہوتے تھے۔ کسی سے جھگڑا فساد نہیں کرتے تھے۔ وہ دنیا کے حالات کی وجہ سے متزلزل نہیں ہوتے تھے۔ باوقار اور پرسکون رہتے تھے۔

۲۲۔ خوش مزاج: وہ ایک خوش مزاج اور خوش اخلاق انسان کی واضح مثال تھے اور ان کی میٹھی اور خوشگوار مسکراہٹ ان کے چہرے کی دلکشی کو دوبالا کر دیتی تھی۔ اپنے اچھے اخلاق کی مقناطیسیت سے بے شمار لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیا تھا۔ جتنے وہ دشمن کے سامنے مضبوط اور سخت تھے، اتنے اپنوں کے سامنے نرم دل اور مہربان تھے۔ وہ سورۂ فتح آیت ۲۹ کی واضح مثال تھے، جس میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے: «مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ؛ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت گیر اور آپس میں مہربان ہیں»۔

۲۳۔ صلہ رحمی: جنرل قاسم سلیمانی کے تمام رشتہ داروں کے ساتھ نہایت اچھے تعلقات تھے، خاص کراپنے گھروالوں سے گہری محبت کرتے تھے۔ والدین کی عزت و احترام میں شہرت رکھتے تھے۔ اپنی بیوی اور بچوں کے ساتھ ان کے اچھے تعلقات نے ان کے گھرانے کو مضبوط کیا ہوا تھا۔ روزمرہ ذمہ داریاں، پریشانیاں اور

حساسیتیں کبھی بھی اس بات کا سبب نہیں بنیں کہ گھروالوں اور رشتہ داروں کو بھول جائے۔ انہوں نے صلہ رحمی کبھی ترک نہیں کیا۔ جس انسان کے کندھوں پر اتنی بڑی ذمہ داری ہو اس کے باوجود اپنے گھروالوں، رشتہ داروں، دوستوں اور جاننے والوں کے جذبات اور خواہشات کا خیال رکھے، واقعی قابل تعریف ہے۔

۲۴۔ دنیا اور آخرت کی حقیقت کا گہرا ادراک: وہ دنیاوی زندگی کی حقیقت کو بہت گہرائی سے سمجھ چکے تھے اور دنیا کو اس کی ظاہری شکل سے ہٹ کر دیکھ رہے تھے۔ وہ اچھی طرح سمجھ چکے تھے کہ دنیا اپنی تمام تر کششوں، شان و شوکت، تمام تر لذتوں کے باوجود،عارضی اور وقتی ہے۔ وہ اس حقیقت سے بخوبی واقف تھے کہ دنیا ایک گزرگاہ ہے؛ جب کہ آخرت ابدی منزل ہے۔ وہ دنیا کو چھوڑ کرکسی کنارے میں بیٹھ کرعبادت میں مشغول نہیں ہوئے؛ بلکہ پیغمبراکرمؐ کی حدیث مبارکہ «إِنَّ اللهَ تَبارَكَ وَ تَعالى لَمْ يَكْتُبْ عَلَيْنَا الرَّهْبَانِيَّةَ، إِنَّمَا رَهْبَانِيَّةُ أُمَّتِي الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ[۳]» پرعمل کرتے ہوئے راہ خدا میں جہاد کی۔ وہ امیرالمؤمنین علی ؑ کے فرمان: «حَمَلُوا بَصَائِرَهُمْ عَلَى أَسْيَافِهِمْ...[۴]؛ متقی اور پرہیزگار مجاہدین بصیرت کے ساتھ تلوار چلاتے ہیں» کی واضح مثال تھے۔ ان کےلئےخطرناک ہنگاموں اور جہاد فی سبیل اللہ کے خوفناک جنگوں میں وارد ہونا عبادت اور رہبانیت تھا۔

دنیا اور اس کے فانی ہونے پر یقین نے ان کے طرزعمل کو یوں شکل دی تھی جیسے وہ دنیا سے ہے ہی نہیں. وہ اس دنیا میں ایک مسافر کی طرح جیتے تھے؛ آج یا کل آخرت کی طرف جانا ہے، وہ دنیا کو ایک غیر مستحکم مجاز اور آخرت کو ایک دائمی حقیقت کے طور پر دیکھتے تھے۔ وہ اس آیت شریفہ پر یقین رکھتے تھے: «وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَكَ مِنَ الْأُولَىٰ[۵]» ''ان کا رجحان آخرت کی طرف تھا؛ یہی وجہ ہے کہ ان کا شمار اللہ کے نیک بندوں میں ہوا اور اللہ کے رنگ میں رنگ گئے«صِبْغَةَ اللَّهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً[۶]؛ خدائی رنگ اختیار کرو، اللہ کے رنگ سے اچھا اور کس کا رنگ ہو سکتا ہے؟»۔ جس طرح اجسام کے رنگ ہوتے ہیں، جن کی مدد سے وہ جانے اور پہچانے جاتے ہیں، اسی طرح نفوس اور ارواح کے بھی رنگ ہوتے ہیں۔ کفر و شرک سے روح، سیاہ اور مکدر ہو جاتی ہے۔ جب کہ توحید و نبوت پر ایمان لانے سے روح میں زندگی کا حقیقی اور الٰہی رنگ نکھرآتا ہے اور اللہ نے اسے فطرت کے جس صاف و شفاف رنگ میں خلق کیا ہے، وہ اجاگر ہو جاتا ہے۔

۲۵۔ کمال طلب اصول پرتوجہ: قاسم سلیمانی نے ہمیشہ اپنےدینی عقائد کو مستحکم بنانے اور تعمیری طرزعمل کو بلند کرنے کی راہ پرچلنے کی کوشش کی۔

ایمان کے استحکام سےانسانی شخصیت کو تقویت ملتی ہے، انسان روحانی طورپرناقابل شکست بن جاتا ہے اور کمال کے منازل طے کرتا ہے؛ یہی وجہ ہے کہ قاسم سلیمانی راہ راست پرثابت قدم رہے اورآہستہ آہستہ کمال کی سیڑھیاں چڑھتےرہے وہ ایک راہی تھے جو ایک کوہ پیما کی طرح اپنے قدموں کو مستحکم اور سوچ سمجھ کرآگے بڑھا رہے تھے۔

شہید جنرل سلیمانی کے مکتب کی مذکورہ اوردیگر خصوصیات ان کی آفاقی شخصیت کی نشاندہی کرتی ہیں۔

۳۔ محمد باقر مجلسی، بحار الانوار، ج ۷۰، ص ۱۱۴، حدیث ۱، باب نہی از رهبانیت.
۴۔ نہج البلاغہ، خطبہ۱۵۰۔
۵. ضحی/۴.
۶. بقرہ/۱۳۸.

۱

غزہ کے لوگوں کا قتل عام اور
اندھے حملوں کا خاتمہ؛

۲

غزہ میں انسانی ناکہ بندی کا مکمل خاتمہ
اور رفح کراسنگ (گزرگاہ) کو کھولنا؛

۳

غزہ سے صیہونی فوج کا فوری انخلاء؛

٤

صیہونی حکومت سے سیاسی اور
اقتصادی تعلقات منقطع کرنا؛

۵

اسلامی حکومتوں کی طرف سے صہیونی
فوج کو دہشت گرد قرار دینا؛

٦

صہیونی مجرم حکام کو سزا دینے کے
لیے بین الاقوامی عدالت کا قیام؛

۷

غزہ کی تعمیر نو کے لیے
خصوصی فنڈ کا اہتمام؛

۸

فلسطینی عوام کے لیے انسانی
امداد کے قافلے بھیجنا؛

۹

غزہ میں ''المعمدانی'' اسپتال پر
اسرائیلی قابض فوج کی بمباری کے
دن کو یوم جرم قرار دینا؛

۱۰

جنگی جرائم کے تسلسل کی صورت
میں فلسطینی عوام کو مسلح کرنا۔

۱۰

اسلامی تعاون تنظیم اور عرب لیگ کا مشترکہ ہنگامی اجلاس:

اسلامی تعاون تنظیم کے ہنگامی اجلاس میں صدر رئیسی کی دس تجاویز

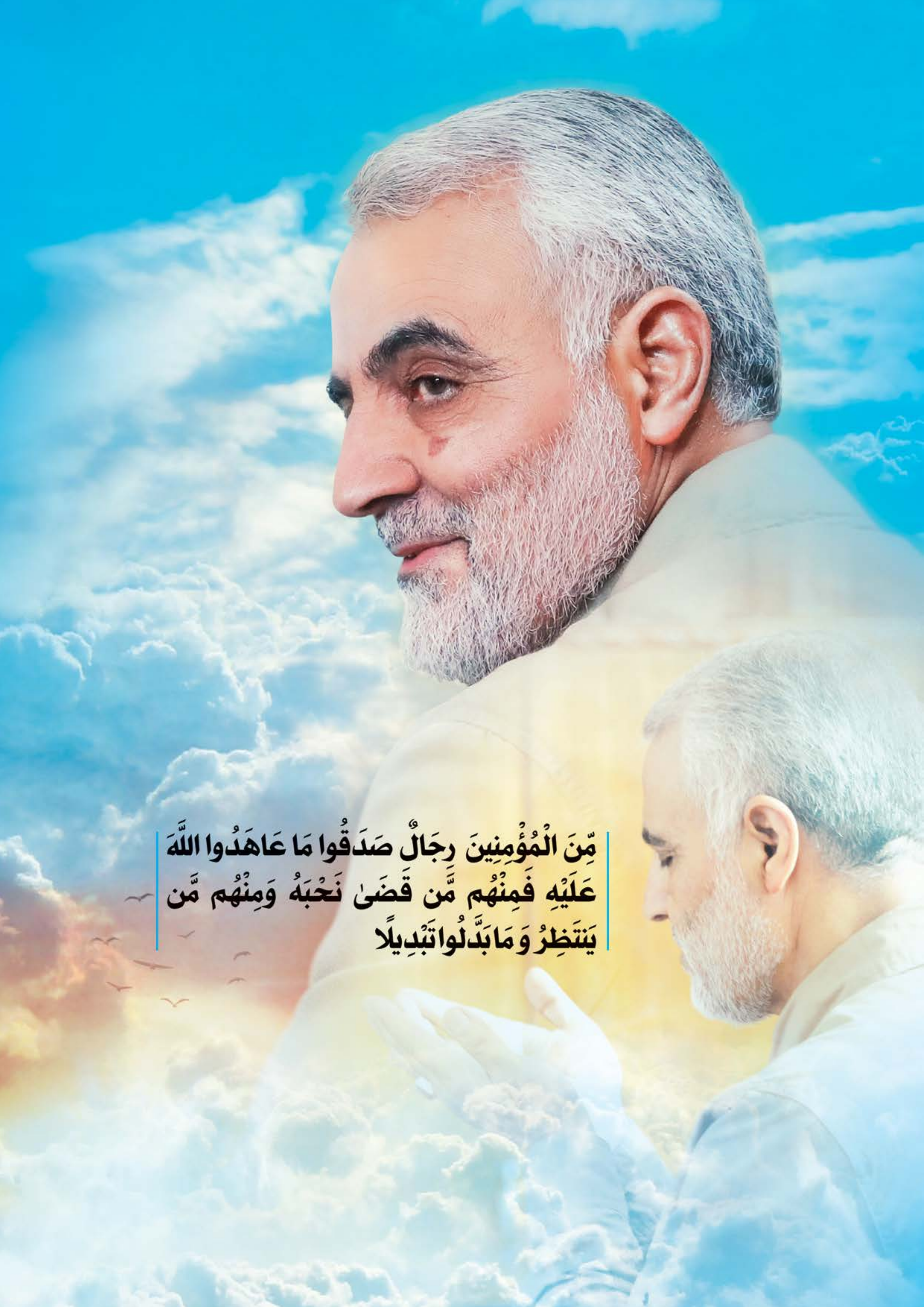
مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ
عَلَيْهِ فَمِنْهُم مَّن قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَّن
يَنتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا